

تعمیر حیات

سیرت محمدی ﷺ دنیا کا آئینہ خانہ ہے

”ایک بھئی نے ایک صحابی سے طعناً کہا تھا: تمہارا شیخ تم کو ہر چیز کی تعلیم دیتا ہے اور معمولی معمولی باتیں بھی سکھاتا ہے۔ انہوں نے فخراً کہا: ”ہاں! ہمارا شیخ ہم کو ہر چیز کی تعلیم دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے استخارہ اور آیت الکرسی کی تعلیم دی ہے، اور آج بھی ہم اس کامل تعلیم کی سیرت کو فخر کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں، گویا سیرت محمدی ﷺ دنیا کا آئینہ خانہ ہے، جس میں دیکھ کر ہر شخص اپنے جسم و روح، ظاہر و باطن، قول و عمل، زبان و دل، آداب و رسوم، طور و طریق کی اصلاح اور درستی کر سکتا ہے، اور اسی لئے کوئی مسلمان قوم اپنی شرائک اور اہل باطن و اخلاق کے لئے اپنے ذہب سے باہر اور رسول کی سیرت سے الگ کوئی چیز نہیں مانگتی اور نہ اس کی اس کو ضرورت ہے۔ سیرت محمدی ﷺ دنیائے اسلام کا عالمگیر آئینہ ہے، اسی کے مقابلہ سے حسن و فتح اور نیکی و بدی کا راز اس پر کھلتا ہے اور چونکہ کوئی انسانی کامل زندگی اس استیعاب اور استقصاء کے ساتھ دنیا کے سامنے موجود نہیں، اس لئے تمام انسانوں کے لئے یہی ایک کامل نمونہ ہے اور ایسی ہی کامل اور بے پردہ زندگی انسانوں کے لئے قابل نمونہ ہو سکتی ہے۔ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔“



خطبات مدراس
(علامہ سید سلیمان ندوی)

Postal Regd. No. LW/NP/63/2006to2008
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071

Fortnightly

Tameer-e-Hayat

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph: Off: 0522-2740406
Fax: 0522-2741834 - 2741231
E-mail: nadwa@sancharnet.in

10 November, 2007

Vol. No. 45 Is. No. 01

Phone: 09415786548

Mohd. Akram
Jewellers

Near Odeon Cinema, Lucknow



Phone: Shop: 0522-2274606

(R) 0522-2616731

محمد اکرم جویلیئرس



قبا آنگ

مینیوٹیکس چرس

پیریس آنگ - ونڈو آنگ = ڈوم آنگ
فکس آنگ - لان آنگ - ڈیموٹینٹ

سل کراسنگ گوری بازار - سرجنی نگر کانپور روڈ - لکھنؤ

Tel : 0522-2817580 - 9335236026 - 9839095795

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ

خوشبودار عطریات

روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روم فریشنز،
فلور پرفیوم، روح گلاب، روح کیوڑہ، عرق گلاب،
عرق کیوڑہ، اگر حق، ہرمل پروڈکٹ

ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

اظہار سن پرفیومرس

IZHARSON PERFUMERS

H.O. : Akbari Gate, Chowk, Lucknow
Tel. 0522-225257 Mobile : +91-9415009102
Branch : C-5 Janpath Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell 94-9415784932
E-mail : izharsonperfumers@yahoo.com

New

Ph: 2266786

Sana Jewellers

سنا جویلیئرس

Riyaz Ahmad
Ghayas Ahmad

۳۰/۱۷ سرائے بانس، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ-۳

301/17, Srai Bans
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Res: 2226177
Akbari Gate
2268845

Shop: 9415002532
2613736
3958875

سونے چاندی کی دنیا میں ۵۷ سالہ دیرینہ نام

حاجی صفی اللہ جویلیئرس

گورچھال کے سامنے امین آباد لکھنؤ، بدوہا اللہ محمد اسلم

Haji Safiullah Jewellers

Opp: Gadbad Jhala Aminabad, Lucknow-18

Editor: Shamsul Haq Nadwi Office. Ph: 2740406 Printed & Published by Athar Husain
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph:0522-2614685

DESIGNED BY HAMID, DALIGANJ LUCKNOW. Mobile: 9415769282

Ph: 2260433

جدید دس سونے، چاندی کے زیورات کیلئے ہمارے شوروم

گہنا پالیس
میں آپ کا خب مقدم ہے

Gehna Palace

Whenever you see Jewellery
Think of us

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد معروف خاں، محمد فاروق خاں (چاندی)

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ

Abdullah Malik (Managing Director)

Ph: 0521-2266824, 2252789, (O) 2240999

S. Abdul Malik & Sons

World Famous Perfumes Exporters, Importers & Manufacturing Perfumers

22, Nizam Mahal Road, Nalhatta, Lucknow, U. P. (India)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اس شمارے میں

۲	شعروا دب انوار کعبہ	الذوالقاریع من مسلم
۳	اداریہ شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات	نذرا حفیظ ندوی
۵	حج بیت اللہ حج	مولانا منظور نعمانی
۸	زیارت حرمین زیارت اور آداب زیارت	مولانا عبدالماجد دریا بادی
۱۱	کتاب الہی قرآن کریم کتاب الہی ہے	پروفیسر عطیہ ظہیر عرب
۱۵	اعجاز قرآنی آیات قرآنی کے چند نمونے	ڈاکٹر محمود ابو جودہ / محمد سمعان ظلیف ندوی
۱۶	تجزیہ مسلمانوں میں اسلام سے وابستگی۔	سید محمد واضح رشید حسنی ندوی
۱۸	عالم اسلام عالم اسلام کی خبریں	ابوالعظیم ندوی
۲۳	جانزہ امریکی معاشرہ مشاہدات کے آئینہ میں	سلمان نسیم ندوی
۲۵	فقہ و فتاویٰ مسلمانوں کے خلاف عالمی طاقتوں.....	انیس احمد ندوی
۲۸	وفیات سوال و جواب	مفتی محمد طارق ندوی
۲۹	ذہبورت مفسر قرآن مولانا عبدالکریم پارکھی	شاہد حسین ندوی
۳۱	ندوۃ العلماء کے شب و روز محمد جاوید اختر ندوی	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
تعمیر حیات

جلد نمبر ۲۵
شمارہ نمبر ۲
۲۵ نومبر ۲۰۰۷ء مطابق ۱۳ مطابق ۱۳ یقعدہ ۱۴۲۸ھ

====
زیر سرپرستی
حضرت مولانا سید محمد راج حسنی ندوی
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
پروفیسر وحی احمد صابقی
(مستند مال ندوۃ العلماء لکھنؤ)
====
زیر نگرانی
مولانا محسن حمزہ حسنی ندوی
(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر عام
مولانا شمس الحق ندوی
مدیر مسئول
مولانا نذرا حفیظ ندوی

تاجب مدیر
محمود حسنی ندوی

====
مجلس مشاورت
• مولانا عبداللہ حسنی ندوی • مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری
• امین الدین شجاع الدین

سالانہ زرتعاون ۲۰۰۷ء فی شمارہ ۱۰
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک کے لئے۔ ۳۰۰ ڈالر

ذراقت سچے سچے حیات کے ہم سے تائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر ہوا کہیں چیک سے بھیجی جائے والی رقم قابل قبول نہ ہوگی۔ اس میں ادارہ کا نقصان ہوتا ہے۔ بروکر کمیشن کا خیال رکھیں۔

====
Tameer-e-Hayat
P.O.Box No.93 Tagormarg, Badshah Bagh, Lucknow-7
E-mail: nadwa@sancharnet.in Ph: (0522) 2740406
مضمون نگاری رائے سے ادارہ کا متعلق ہونا ضروری نہیں ہے

آپ کے ذریعہ ایسی خبریں بھیجیں کہ کئی خبریں لکھی جاسکتی ہیں۔ ہر خبر کے ساتھ ہر ماہ ۱۰ روپے کا رقم بھیجیں۔
مئی ۲۰۰۷ء کو جاری ہونے والی سوسرہ میں، اگر وہاں پر کسی خبر کے ساتھ ۱۰ روپے کا رقم بھیجیں، تو اسے شہادت
پرچہ پبلشر ایسوسی ایٹس نے آواز پر نکل کر لکھنؤ سے شائع کر کے دفتر تعمیر حیات
مجلس مشاورت و نشریات لکھنؤ، راج، ہاڈ شاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

انوارِ کعبہ

ابوالاقتیاز عس مسلم

نگاہوں میں روشن ہیں انوارِ کعبہ
 زہے سایہٴ پام و دیوارِ کعبہ
 سر آغا ز و انجامِ نور ہدایت
 خوشا فصلِ ربّ گہوارِ کعبہ
 کہوں کس طرح ”وہو غیر ذی زرع“
 بہارِ دوامی ہے گلزارِ کعبہ
 تیرے ذکر سے دل بہت مطمئن ہے
 کہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے دیدارِ کعبہ
 فقط تیرا جود و کرم ہے یہ آقا
 کہاں تھا یہ عاصی سزاوارِ کعبہ
 ترے دامنِ امن کا ہوں سوالی
 اماں بخش دے اے نگہدارِ کعبہ
 معافی کا طالب ہے در سے لپٹ کر
 ندامتِ مجسم گنہ گارِ کعبہ
 طفیلِ دعائے برائیم یارب
 ہو صحرائے دل بھی چمن زارِ کعبہ
 نہ حسرت ہے کوئی سوا اس کے مسلم
 نگاہِ کرم، لطفِ سرکارِ کعبہ

شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات

نذر الحفیظ ندوی

آج کل پورے ملک میں تہلکہ خیز ٹیٹ نے تہلکہ مچا رکھا ہے، ہر طرف قاتلوں کے چرچے ہیں، انکی وحشت و بربریت اور زندگی و بحیثیت کا ذکر زبان و قلم پر ہے، ہر زاویہ سے اس واقعہ پر روشنی ڈالی جا رہی ہے اور مختلف حلقوں سے تبصرے اور رد عمل ظاہر کئے جا رہے ہیں، لیکن ہم مسلمانوں کے لیے اس طرح کے واقعات نہ انوکھے ہیں اور نہ ہی پہلی بار پیش آئے ہیں، تقسیم کے بعد ایسے حوادث اور واقعات دیکھتے دیکھتے آگئیں پھر آگئیں، ہر حادثہ کے بعد آنے والا واقعہ اپنی ہولناکی اور بربریت کی وجہ سے گزشتہ تمام حوادث کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے، ہم مسلمان کچھ عرصہ تک ان کے بارے میں رد عمل ظاہر کرتے ہیں پھر ان کو فراموش کر دیتے ہیں، حالانکہ ہماری زندگی کا ہر حادثہ ہمارے لیے زندگی کا نیا پیغام لاتا ہے، وہ ہمارے سامنے نئے سوالات چھوڑ جاتا ہے، تاکہ ہم ان پر غور کریں اور ان سے سبق حاصل کریں۔

ہم عام طور سے دیکھتے ہیں کہ ملک میں معصوم اور بے گناہ انسانوں کو زندہ جلایا جاتا ہے، معمولی سیسے اور جہیز کی خاطر دہلیوں کو قتل کر دیا جاتا ہے، لیکن جو لوگ یہ کام کر رہے ہیں، ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رہتی اور نہ ہی ان کو ایسی حرکتوں کے بارے میں فکر و تشویش ہوتی ہے، یہ واقعہ ہے کہ ایسے حوادث کو ہندو مسلم زادیہ سے دیکھا اور پرکھا جاتا ہے، تشویش کا اہم پہلو یہ ہے کہ سیاسی عینک سے اس کو دیکھا جانے لگا ہے، تیسرا پہلو یہ ہے کہ اسے ظلم و ستم کے باوجود اپنے اور اپنے ملک کے انجام سے یہ لوگ غافل ہیں، حالانکہ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ رومی شہنشاہیت جو اپنے دور کی سب سے بڑی طاقتور حکومت اور تہذیب و ثقافت کے میدان میں دنیا کی تمام قوموں سے فائق اور ممتاز تھی، کس طرح وہاں انسانوں پر ظلم کیا جاتا تھا، اس امپائر کا خاتمہ اسی ظلم کی وجہ سے ہوا، اس کو ترقی یافتہ تہذیب و زوال سے نہ بچا سکی، مورخین نے لکھا ہے کہ اگر کوئی امیر آدمی دعوت کرتا تو وہ سوچتا کہ اگر میں چراغ یا شمع جلاؤں تو مجھ میں اور ایک معمولی آدمی میں کیا فرق ہے، اس لیے جب وہ رات کو دعوت کرتا تو بجائے چراغ اور شمع روشن کرنے کے تیل خانوں سے قیدیوں کو بلوا کر ان کے کپڑوں میں آگ لگا دیتا، انکے کپڑے جلتے رہتے اور وہ خود جلتے رہتے اور امراء اس روشنی میں گھنٹوں کھانے میں مشغول رہتے، یہ اس دور کا فیشن تھا اس فیشن کا اظہار یورپ و امریکہ اور ان کے تابع ملکوں میں ہو رہا ہے، اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ کسی کی بڑائی اور امارت کا فیصلہ اس بات پر ہوتا تھا کہ اس کی دعوت میں کتنے انسانوں کو جلایا گیا، اس طرح انسانوں کو جانوروں کے پتھرے میں ڈال دیتے تھے تاکہ وہ درندہ ان کو کھائے، جب اس آدمی کی جان نکلتی تھی تو اس کی سسکی سننے اور اس کی کراہ اور تکلیف کو دیکھنے کے لیے اس طرح ریلا ہوتا تھا کہ پولیس اور فوج بھی اس کو روک نہیں سکتی تھی، جب انسان کی فطرت اتنی بگڑ گئی بلکہ سچ ہو گئی تو وہ ملک اپنی تہذیب، فوجی قوت اور تنظیمی صلاحیت کے باوجود سلامت نہیں رہا، وہ پوری سوسائٹی، پوری نسل سب کی سب تباہ کر دی گئی، افسوس ہے کہ یورپ و امریکہ پر اسی روشن تہذیب کا سایہ ہے، ہمارا ملک بھی جو اپنا اور عدم تشدد کا داعی تھا وہ بھی اس راہ پر گامزن ہے۔

ہم مسلمان است دعوت کی حیثیت رکھتے ہیں کیا صرف احتجاجی ریلی اور مذمت کی قرارداد پاس کر کے اپنا فرض ادا کرنا کافی ہے ہم کو سمجھنا چاہئے کہ یہ ہمارا گھر ہے، ہم سب اس کے رہنے والے ہیں ہم اپنا گھر محفوظ ہی نہیں رکھ سکتے، چاہے اس کی دیوار شیشہ کی بنا دیں یا لوہے کا بڑا احصار بنا دیں، اس کو روکنے کے لیے جو طریقے ہو سکتے ہیں ان میں ایک تو یہ ہے کہ ہم اپنی دعوت کا دائرہ غیر مسلموں تک بڑھا دیں، اگر ہم تاجر ہیں تو تجارتی معاملات کے ذریعہ، اگر سرکاری ملازم یا کسی غیر مسلم کی فرم اور کارخانے میں ہیں تو اپنے حسن اخلاقی اور حسن کارکردگی اور امانت و دیانت کے ذریعہ، اگر طالب علم ہیں تو اپنے غیر مسلم ساتھیوں کے ساتھ ہمدردی، غم خواری کے ذریعہ، اگر ڈاکٹر ہیں تو علاج و معالجہ کے درمیان اپنے حسن سلوک اور مالی قربانی اور مخلصانہ معاملہ کر کے، اگر سفر میں وہ ساتھ ہیں تو اس مختصر وقت کو بھی دعوتی لحاظ سے کامیاب بنا سکتے ہیں، ان پر ہم ایسے امنٹ نفوش چھوڑ سکتے ہیں جو ان کے دل و دماغ کو اپیل کرتے رہیں کہ مسلمان ایسے ہوتے ہیں، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم رد عمل اور احتجاج کا طریقہ چھوڑ کر مثبت اور تعمیری پہلو کو اختیار کریں، ڈنمارک کے واقعہ نے پوری دنیا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور قرآن کی تعلیمات کے بارے میں عالمگیر سطح سے بہت سے سوالات پیدا کر دیئے تھے، اس سلسلہ میں سعودی عرب کے باجمیت تجارتی پھل کی اور انہوں نے عصری اسلوب میں حضور کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر کتابوں کی تیاری کے لیے گرانقدر انعامات دیئے جانے کا اعلان کیا، انعامی مقابلوں کا یہ سلسلہ وہاں جاری ہے، اس میں پوری دنیا کے اسکالر حصہ لے رہے ہیں، انگریزی اور عربی میں یہ کتابیں تیاری جاری ہیں، لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ملک یا بڑی ملک میں کسی صاحب خیر کو یہ توفیق نہیں ملی کہ وہ اپنی بے پناہ دولت کا معمولی حصہ اس مقصد کے لیے وقت کر دیتا، اور پورے ہندوستان کی علاقائی زبانوں میں سیرت نبوی پر ایسی کتابیں تیاری جاتیں جنہیں ہم غیر مسلم بھائیوں کو پورے اعتماد سے پیش کر سکتے، بنگال اور آندھرا کے مسلمانوں نے تسلیمہ نسرین کے خلاف احتجاج تو کیا لیکن سیرت کے موضوع پر تلگو اور بنگالی زبان میں سیرت کی کوئی کتاب یا پمفلٹ لکھنے اور چھاپنے کی توفیق نہیں ہوئی، عید میلاد النبی کے موقع پر ہم جلسوں کو کتنا آراستہ کرتے ہیں، لیکن ہم کو توفیق نہیں ہوتی کہ علاقائی زبانوں میں طاقتور اسلوب میں کوئی کتاب یا تعارفی پمفلٹ غیر مسلم بھائیوں تک پہنچایا جائے، کرنا تک سے البتہ خبر آئی ہے کہ کئی زبان میں غیر مسلموں سے حضور کی تعلیمات میں امن کی اہمیت کے پہلو پر انعامی مقالے طلب کئے گئے ہیں، اول انعام پچیس ہزار رکھا گیا ہے دوسرا اور تیسرا انعام بارہ بارہ ہزار کا، اس کے علاوہ حوصلہ افزائی کے لیے مزید بارہ انعامات رکھے گئے ہیں، انعامات میں اسلامیات کا ایک سیٹ بھی پیش کیا جائے گا، یہ حیرت کی بات ہے کہ تقریباً دو ہزار غیر مسلموں نے مقالہ لکھنے اور اس انعامی مقابلے میں شرکت کی اطلاع دی ہے اس مقصد کے لیے سیرت کے موضوع پر مفت کتابیں فراہم کرنے کی بھی پیش کی گئی ہے، تازہ اطلاع کے مطابق ایک طالب نے اس لٹریچر کے مطالعہ کے بعد اسلام قبول کر لیا، اس انعامی مقابلہ میں حصہ لینے والوں میں کالجوں اور یونیورسٹیز کے پروفیسروں کے علاوہ سرکاری عہدیداروں نے بھی مقالہ لکھنے کی اطلاع دی ہے، مولوی محمد الیاس ندوی نے مولانا ابوالحسن علی اکیڈمی کے زیر اہتمام یہ کام شروع کیا ہے جس کے بڑے اچھے نتائج سامنے آرہے ہیں، کیا یہ مثال ہمارے مدارس کے لیے ہمیز ثابت ہوگی، کیا ہم علاقائی زبانوں میں نوجوانوں کو تیار کریں گے۔ کیا ہماری انجمنوں، ملی اداروں اور اسلامیہ کالجوں کے پروفیسروں کو اس کی توفیق ملے گی یا یہی مطالبہ ہوتا رہے گا کہ عصری علوم کے حصول ہی سے مسلمانوں کے مسائل و مشکلات حل ہوں گے؟؟

☆☆☆☆

حج

دین اسلام کا تکمیلی رکن

مولانا منظور نعمانی

وفات سے صرف تین مہینے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ حج فرمایا، جو ”حجۃ الوداع“ کے نام سے مشہور ہے، اور اسی حجۃ الوداع میں خاص عرفات کے میدان میں آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي لِيُحْبِبُوا الْمَلَأَةَ ح- ۱) آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا۔

اس میں اس طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ حج اسلام کا تکمیلی رکن ہے۔

اگر بندہ کو حج اور نفلان حج نصیب ہو جائے جس کو دین و شریعت کی زبان میں ”حج ہر روز“ کہتے ہیں، اور اگر اتنی ہی عمدہ نسبت کا کوئی ذرہ اس کو ملتا ہو جائے تو گویا اس کو سعادت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا، اور وہ نعمت عظمیٰ اس کے ہاتھ آگئی جس سے بڑی کسی نعمت کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اس کو حق ہے کہ تجدیدِ نعمت کے طور پر کہے اور مست ہو ہو کر کہے۔

حج کی فرضیت اور فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن تلبیہ دیا اور اس میں فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے اور اس کو ادا کرنے کی فکر کرو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں سکت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ اس شخص نے تمہیں وفد اپنا وہ سوال دہرایا تو آپ نے (دعا گواری کے

بندوں کا تعلق اس کے ساتھ محبت اور الہیت کا ہونے روزے میں بھی کسی قدر یہ رنگ ہے، کھانا پینا چھوڑ دینا اور نفسانی خواہشات سے منہ موڑ لینا عشق و محبت کی منزلوں میں سے ہے، مگر حج اس کا پورا پورا مرتبہ ہے، سلسلے کیڑوں کے بجائے ایک کفن نما لباس پہن لینا، منگے سر رہنا، حجامت نہ ہونا، ناخن نہ ترشانا، بالوں میں کنگھا نہ کرنا، تیل نہ لگانا، خوشبو کا استعمال نہ کرنا، میل کیل سے جسم کی صفائی نہ کرنا، حج حج کے لہیک لہیک پکارنا، بیت اللہ کے گرد پھیر لگانا، اس کے ایک گوشے میں لگے ہوئے

سیاہ پتھر (حجر اسود) کو چومنا، اس کے درود پوار سے لپٹنا اور آہ و زاری کرنا، پھر صفا و مروہ کے پھیرے کرنا، پھر مکہ شہر سے بھی نکل جانا اور منیٰ اور کعبہ عرفات اور کعبہ مزدلفہ کے صحراؤں میں جا پڑنا، پھر جمرات پہ بار بار کنگھریاں مارنا، یہ سارے اعمال وہی ہیں جو محبت کے دیوانوں سے سرزد ہوا کرتے ہیں، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام گویا اس رسم عاشقی کے بانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادائیں اتنی پسند آئیں کہ اپنے دربار کی خاص الخاص حاضری حج و عمرہ کے ارکان و مناسک ان کو قرار دے دیا، انہی سب کے مجموعہ کا نام گویا ”حج“ ہے، اور یہ اسلام کا آخری اور تکمیلی رکن ہے۔

حج کی فرضیت کا حکم راجح قول کے مطابق ہے، میں آیا ہے، اور اس کے اگلے سال میں اس میں اپنی

اسلام کے پانچ ارکان میں سے آخری اور تکمیلی رکن حج بیت اللہ ہے۔

حج کیا ہے؟ --- ایک معین اور مقرر وقت پر اللہ کے دیوانوں کی طرح اس کے دربار میں حاضر ہونا، اور اس کے ظلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اداؤں اور طور طریقوں کی نقل کر کے ان کے سلسلے اور مسلک سے اپنی وابستگی اور وفاداری کا ثبوت دینا اور اپنی استعداد کے بقدر ابراہیمی جذبات اور کیفیات سے حصہ لینا اور اپنے کو ان کے رنگ میں رنگنا۔

مزید وضاحت کے لیے کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک شان یہ ہے کہ وہ ذوالجلال والجلوت، احکم الحاکمین اور شہنشاہ کل ہے، اور ہم اس کے عاجز محتاج بندے اور مملوک و مملوک ہیں، اور دوسری شان اس کی یہ ہے کہ وہ ان تمام صفات جمال سے بدرجہ اتم متصف ہے، جن کی وجہ سے انسان کو کسی سے محبت ہوتی ہے اور اس لحاظ سے وہ۔ بلکہ صرف وہی۔ محبوب حقیقی ہے، اس کی پہلی حاکمانہ اور شاہانہ شان کا تقاضا یہ ہے کہ بندے اس کے حضور میں ادب و نیاز کی تصویر بن کر حاضر ہوں۔ ارکان اسلام میں پہلا عملی رکن نماز اسی کا خاص مرتبہ ہے اور اس میں بھی رنگ غالب ہے اور زکوٰۃ بھی اسی نسبت کے ایک دوسرے رُخ کو ظاہر کرتی ہے۔ اور اس کی دوسری شان محبوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ

ساتھ) فرمایا کہ اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں کہہ دیتا کہ ہاں! ہر سال حج کرنا فرض کیا گیا" تو اسی طرح فرض ہو جاتا، اور تم ادا نہ کر سکتے اس کے بعد آپ نے ہدایت فرمائی کہ کسی معاملہ میں جب تک میں خود تم کو کوئی حکم نہ دوں تم مجھ سے حکم لینے (اور سوال کر کے اپنی پابندیوں میں اضافہ کرنے) کی کوشش نہ کرو تم سے پہلی امتوں کے لوگ اسی لیے تباہ ہوئے کہ وہ اپنے نبیوں سے سوال بہت کرتے تھے اور پھر ان کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے لہذا (میری ہدایت تمکو یہ ہے کہ) جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اس کی تعمیل کرو اور جب تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ کی اس حدیث میں ان صحابی کا نام مذکور نہیں ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ "کیا ہر سال حج کرنا فرض کیا گیا ہے"۔ لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اسی مضمون کی حدیث جس کو امام احمد، دارمی اور نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے، اس میں تصریح ہے کہ یہ سوال کرنے والے اقرع بن حابس تھے، یہ ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا، ان کو تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا ابھی پورا موقع نہیں ملا تھا اسی لیے ان سے یہ لغزش ہوئی کہ ایسا سوال کر بیٹھے، اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا تو پھر دوبارہ اور پھر سہ بارہ سوال کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ "اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا واجب ہو جاتا" اس کا منشا اور مطلب یہ ہے کہ سوال کرنے والے کو سوچنا اور سمجھنا چاہیے تھا کہ میں نے حج کے فرض ہونے کا جو حکم سنایا تھا اس کا تقاضا اور مطالبہ عمر بھر میں بس ایک حج کا تھا، اس کے بعد ایسا سوال کرنے کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا (اور ظاہر ہے کہ آپ ہاں جب

ہی کہتے جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا) تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا، اور امت سخت مشکل میں پڑ جاتی اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگلی امتوں کے بہت سے لوگ کثرت سوال اور قیل و قال کی اسی نئی عادت کی وجہ سے تباہ ہوئے، انہوں نے اپنے نبیوں سے سوال کر کے شرعی پابندیوں میں اضافہ کرایا، اور پھر اس کے مطابق عمل کر گئے۔

حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑی اہم اور اصولی بات فرمائی، آپ نے ارشاد فرمایا:

"جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اس کی تعمیل کرو، اور جس چیز سے منع کروں اس کو ترک کر دو"۔

مطلب یہ ہے کہ میری لائی ہوئی شریعت کا حراج سختی اور تنگی کا نہیں ہے بلکہ ہولت اور وسعت کا ہے، جس حد تک تم سے تعمیل ہو سکے اس کی کوشش کرو، بشری کمزوریوں کی وجہ سے جو کمی کمرہ جائے گی اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے اس کی معافی کی امید ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے، تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج فرض ہے، ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں"۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے بڑی سخت وعید ہے جو حج کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہ کریں، فرمایا گیا ہے کہ ان کا اس حال میں مرنا اور یہودی یا نصرانی ہو کر مرنا گویا برابر ہے (معاذ اللہ) یہ اسی طرح کی وعید ہے جس طرح ترک نماز کو کفر و شرک

کے قریب کہا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے: ﴿أَقْبِسُوا السَّلَاطَةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (الروم، ع ۵) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک سلاطہ مشرکوں والا عمل ہے۔

حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو مشرکین کے بجائے یہود و نصاریٰ سے تشبیہ دینے کا راز یہ ہے کہ حج نہ کرنا یہود و نصاریٰ کی خصوصیت تھی کیونکہ مشرکین عرب حج کیا کرتے تھے لیکن وہ نماز نہیں پڑھتے تھے اس لیے ترک نماز کو مشرکوں والا عمل بتلایا گیا۔

اس حدیث میں استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کے لیے جو سخت وعید ہے اس کے لیے سورۃ آل عمران کی اس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے اور اس کی سند پیش کی گئی ہے جس میں حج کی فرضیت کا بیان ہے، یعنی "لِللّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" لیکن معلوم ہوتا ہے کہ راوی نے صرف حوالہ کے طور پر آیت کا یہ ابتدائی حصہ پڑھنے پر اکتفا کیا، یہ وعید آیت کے جس حصے سے نکلے ہے وہ اس کے آگے والا حصہ ہے، یعنی "وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَنِيْ غَنِيٌّ الْعَالَمِيْنَ" (جس کا مطلب یہ ہے کہ اس حکم کے بعد جو کوئی کافر نہ ہو اور یہ اختیار کرے یعنی باوجود استطاعت کے حج نہ کرے تو اللہ کو کوئی پروا نہیں، وہ ساری دنیا اور ساری کائنات سے بے نیاز ہے)۔ اس میں استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کے رویہ کو "مَنْ كَفَرَ" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، اور "اِنَّ اللّٰهَ عَنِيْ غَنِيٌّ الْعَالَمِيْنَ" کی وعید سنائی گئی ہے اس کا مطلب یہی ہوا، کہ ایسے ناشکرے اور نافرمان جو کچھ بھی کریں اور جس حال میں مریں اللہ کو ان کی کوئی پروا نہیں۔

قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث سند دارمی وغیرہ میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے پوچھا کہ کیا چیز حج کو واجب کر دیتی ہے؟ آپ نے فرمایا: سامان سفر اور سواری (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

قرآن مجید میں فرضیت حج کی شرط کے طور پر "مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا" فرمایا گیا ہے، یعنی حج ان لوگوں پر فرض ہے جو سفر کر کے مکہ معظمہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں..... اس میں جو جمال ہے غالباً سوال کرنے والے صحابی نے اس کی وضاحت چاہی اور دریافت کیا کہ اس استطاعت کا تعین معیار کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک تو سواری کا انتظام ہو جس پر مکہ معظمہ تک سفر کیا جاسکے، اور اس کے علاوہ کھانے پینے جیسی ضروریات کے لیے اتنا سرمایہ ہو جو اس زمانہ سفر کے گزارے کے لیے کافی ہو فقہائے کرام نے اس گزارے میں ان لوگوں کے گزارے کو بھی شامل کیا ہے جن کی کفالت جانے والے کے ذمہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے حج کیا اور اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا، اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو کر واپس ہوگا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسکو جنم دیا تھا۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم)

قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: "أَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مُّسَبَّلَاتٍ فَمَنْ قَرَّضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا زَكَاةَ عَلَيْهِ وَلَا نُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ" اس آیت میں حج کرنے والوں کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ خاص کر زمانہ حج میں وہ شہوت کی باتوں اور اللہ کی نافرمانی والے سارے کاموں اور آپس کی جھگڑے بازی سے بچیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں اس ہدایت پر عمل کرنے والوں کو بشارت سنائی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ

جو شخص حج کرے اور حج میں نہ تو شہوت کی باتیں کرے، اور نہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی کوئی ایسی حرکت کرے جو فسق کی حد میں آتی ہو، توج کی برکت سے اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اور وہ گناہوں سے بالکل ایسا پاک و صاف ہو کر واپس ہوگا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے دن بے گناہ تھا..... اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ دولت نصیب فرمائے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے درپے کیا کرو حج اور عمرہ کیونکہ حج اور عمرہ دونوں فقر چھٹائی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے، اور "حج مبرور" کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔ (جامع ترمذی، سنن نسائی)

جو شخص اخلاص کے ساتھ حج یا عمرہ کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کے دریاے رحمت میں غوطہ لگاتا اور غسل کرتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ گناہوں کے گندے اثرات سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ دنیا میں بھی اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہوتا ہے کہ فقر چھٹائی اور پریشانی حالی سے اس کو نجات مل جاتی ہے اور خوش حالی اور اطمینان قلب کی دولت نصیب ہو جاتی ہے، اور مزید برآں "حج مبرور" کے صلہ میں جنت کا عطا ہونا اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول فرمائے، اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگیں تو وہ ان کی مغفرت فرمائے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی حج

کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو اس کے اپنے گھر میں پہنچنے سے پہلے اس کو سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعا کے لیے کہو، کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے (اس لیے اس کی دعا کے قبول ہونے کی خاص توقع ہے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کا جو بندہ حج یا عمرہ کی نیت سے یا راہ خدا میں جہاد کے لیے نکلا، پھر راستہ ہی میں اس کو موت آگئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے واسطے وہی اجر و ثواب لکھ دیا جاتا ہے جو حج و عمرہ کرنے والوں کے لیے اور راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے لیے مقرر ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

اللہ تعالیٰ کے اس کریمانہ دستور و قانون کا اعلان خود قرآن مجید میں بھی کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

وَمَنْ يُخْرِجْ مِنْ تَيْبَةٍ مِنْهَا جَرَأَتِي لِلَّهِ ذَرْبًا مِّمَّا كَفَرْتُمْ لَكُمْ تَقْوَىٰ وَرِئَاسَةٌ لِلَّهِ بَشِيرًا أَوْ نَذِيرًا أَوْ مِمَّا كَفَرْتُمْ (النساء: ۱۴)

اور جو بندہ اپنا گھر یا چھوڑ کے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی نیت سے نکل پڑے، پھر آجائے اس کو موت (راستہ ہی میں) تو مقرر ہو گیا اس کا اجر اللہ کے ہاں، اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بندہ اللہ کی رضا کا کوئی کام کرنے کے لیے گھر سے نکلے اور اس کے عمل میں آنے سے پہلے راستہ ہی میں اس کی زندگی ختم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس عمل کا پورا اجر اس بندہ کے لیے مقرر ہو جاتا ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان رحمت کا تقاضا ہے۔ وَكَانَ اللَّهُ عَفُورًا رَحِيمًا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

زیارت اور آداب زیارت

• مولانا عبدالماجد دریا بادی

توحید کا مسئلہ ایک صاف اور سیدھا مسئلہ ہے لیکن دہریوں اور ملحدوں ہی نے نہیں، بلکہ خدا پرستی کے دعویداروں نے بھی عجیب عجیب شکوفہ کاریاں کر رکھی ہیں، اسی طرح بارگاہ رسالت کے ادائے حقوق کے معاملہ میں انکار کرنے والوں ہی کے نہیں، اقرار کرنے والوں کے دماغوں نے بھی عجیب عجیب مغالطے کھائے ہیں، لوگوں کے کانوں میں کہیں سے ایک لفظ محبت پڑ گیا، بس پھر کیا تھا، اس کی آڑ میں ہر حرام حلال تھا اور ہر عیب ہنر بن کر رہا، ذرا نہیں سوچتے اور دیکھتے کہ محبت اپنی کتنی بیشمار مختلف صورتوں اور قالبوں میں اپنے گرد و پیش ہر وقت ظاہر ہوتی رہتی ہے، بیوی کی محبت کی شکل اور ہوتی ہے اور اولاد کی محبت کی صورت اور اولاد سے جس قسم کی محبت کی جاتی ہے کون شخص ہوش و حواس درست رکھ کر اپنے ماں باپ سے اسی طرح کی محبت کرے گا؟ پھر خود اولاد کی محبت کا حال یہ ہے کہ بچہ جب تک چھوٹا ہے اسے گود میں لیا جاتا ہے، اور گد گدایا جاتا ہے، اس کے ساتھ کھیلا جاتا ہے، اور جب سیانا کچھ دار ہوا تو اس کے ساتھ ادب و قاعدہ برتا جانے لگا، اور اب اس کے ساتھ محبت کا برتاؤ بالکل ہی دوسرے انداز کا ہونے لگا، اب اگر کوئی شخص اپنے بڑے بوزھوں، ماں باپ کو اس طرح چھیڑنے لگد گدائے، کھلانے کدائے لگے، جس طرح اپنے چھوٹے بچوں کو کرتا رہتا ہے تو یہ اس

کی "محبت" کی دلیل ہوگی یا انتہائی حق اور کھلے ہوئے جنون کی؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تو ماں، باپ، بزرگ، استاد مرشد، حاکم، غرض مخلوق کے ہر مرتبہ سے بڑا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ہر انسانی رشتہ سے اونچا ہے، اس کی شان میں اس کے مرتبہ کے لحاظ سے ادنیٰ فروگذاشت بھی کیسے نظر انداز کی جاسکتی ہے؟ اس کی اطاعت عین حق تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاع اللہ۔ اس کی اطاعت کا حکم ایک دفعہ نہیں بار بار وارد ہوتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اس کی پیروی کا صلہ اللہ کی محبوبیت ہے۔ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللہ اس کے مجلس کے آداب تصریح و تاکید کے ساتھ بار بار تعلیم کیے جاتے ہیں کہ اس کے حضور میں آواز بلند نہ کرو۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ، ایسا نہ ہو کہ اسکی نادانستہ گستاخی سے سارے اعمال مٹ کر رہ جائیں، لَا تَهْجُرُوا إِلَهَ الْبَقُولِ كَتَحْجُرُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔ اس مظہر نور خدا کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھنا ہی بڑی پاکبازی اور دینداری ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ يُغِضُونَ أَصْوَابَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللہ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللہ فُتُوهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ۔ حجروں کے باہر سے آواز دے کر پکارنا شدید بد عملی

ہے، إِنَّ السَّيِّئِينَ يُنَادُوا نَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ رسول صلعم کو اس طرح پکارنا جس طرح عام لوگوں کو پکارا جاتا ہے، ممنوع ہے، لَا تَخْلَعُوا ذُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَذُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کا اور کسی کے حقوق کا مقابلہ نہیں، مومن کی نظر میں رسول کا مرتبہ اپنے جان و دل سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے، النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ، جس کی مجلس کے آداب کا مخلوق کو نہیں خالق کو، بندوں کو نہیں، پروردگار کو یہ اہتمام ہو، جس کے دربار میں حاضری کے یہ قواعد و ضوابط اس تفصیل کے ساتھ ہمیشہ کے لیے اور ہر آنے والی قوم کی ہدایت کے لیے قرآن مجید میں محفوظ کر دیئے گئے ہوں، اس کے آستانہ پر دروازے سے آکر حاضری دینے والے امتی، اگر اپنی نادانی اور بے سمجھی سے ان بندے ہوئے قاعدوں اور ضابطوں کو توڑیں اور اس ربانی دستور العمل کی جگہ اپنے ایجاد کیے ہوئے طریقوں کو رواج دینے لگیں تو بجز اس کے کہ ان کی کم نصیبی پر حسرت و تاسف کیا جائے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔

فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کی ہدایات، آداب زیارت روضہ انور کے سلسلہ میں بالکل صاف، صریح اور واضح ہیں، جن میں کسی قسم کا اختلاف نہیں علامہ رحمۃ اللہ سندھی "اللباب المناسک" میں اور ان کے شارح ملا علی قاری "المنسک المتوسط" میں کہتے ہیں:

"پھر دل و جسم دونوں کے حضور کے ساتھ غایت ادب ملحوظ رکھ کر مولید شریف میں حاضر ہو، اس حال میں کہ تواضع، خشوع، خشوع، ذلت، انکسار، خشیت و قار، ہیبت اور کھانسی اپنے اوپر طاری ہو،

نظریں نیچی ہوں، اعضا سٹے ہوئے ہوں، قلب یکسو ہو، داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر باندھے ہو، چہرہ روئے مبارک کے سامنے ہو، پشت قبلہ کی جانب ہو، اس ہیئت کے ساتھ چاندی کی کیل کے پاس آئے اور تقریباً چار گز کے فاصلہ پر رہے، اس سے زیادہ قریب نہ آئے کہ اس سے قریب تر آنا آداب صالحین میں داخل نہیں۔

ادب کی جگہ ہے، ہیئت کا مقام ہے، ناز نہیں، نیاز درکار ہے، ناز کرنے اور اترا نے کا نہیں، لرز نے اور تھرانے کا کام ہے، ہیئت، ادب و وقار خشیت، مسکینیت پر تمام فقہاء نے زور دیا ہے اور سب سے زیادہ زور اس پر ہے کہ لپٹنا، چومنا، مس کرنا، الگ رہا، جالی مبارک کے قریب تک نہ جائے بلکہ کمال ادب کے ساتھ کچھ فاصلہ ہی پر اپنے کو رو کے صاحب فتح القدر فرماتے ہیں:

”پھر قبر شریف کی طرف آئے، اسکی دیواری کی طرف رخ اور قبلہ کی طرف پشت رکھے اور کوئی چار گز کے فاصلہ پر رہے“

اور عالمگیری میں ہے:

”پھر تربت شریف سے بقدر تین یا چار گز کے قریب آئے لیکن اس سے زیادہ قریب نہ ہو اور نہ اپنا ہاتھ دیوار مزار پر رکھے کہ یہی مقتضائے ہیئت ہے اور اس طرح کھڑا رہے، جیسے نماز میں کھڑا رہتا ہے۔ اور طحاوی شرح درالمنہار میں ہے:

”تربت سے بقدر تین یا چار گز کے قریب آجائے لیکن اس سے قریب تر نہ ہو اور نہ دیوار مزار پر اپنا ہاتھ رکھے کہ یہی ہیئت و عظمت کے مقام کا تقاضا ہے۔“

اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

”مدینہ پہنچ کر زیارت قبر نبی صلعم کے لیے آمادہ ہو اور وہاں حاضر ہو، ادب و احترام و ہیئت و عظمت کے ساتھ کہ یہ مقام ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور نزول وحی و نزول ملائکہ کا“

یہ نہ خیال گزرے کہ یہ احکام وہ ایات صرف خشک فقہاء کے ہیں، اہل محبت نے جو کچھ کہا ہے وہ بھی بالکل یہی ہے بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی فرماتے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے بڑھ کر اہل دل و اہل محبت کے گروہ میں اور کون ہوگا بگروہ فرماتے ہیں:

”نہ اپنا ہاتھ روضہ مبارک کی دیوار پر رکھے، نہ اسے بوسہ دے، اس لیے کہ یہ اور اسی قسم کی حرکتیں جاہلوں کی باتیں ہیں، اور سلف صالحین کے معمولات میں نہیں، اور تین یا چار گز کے فاصلہ پر رہے۔“

اس اجمال کی تفصیل خود شیخ ہی کی زبان سے سن لیجئے:

”جہاں تک اپنے امکان میں ہو، ظاہری و باطنی ہر حیثیت سے اپنے میں خضوع و وقار عاجزی و انکسار پیدا کرنے کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھے لیکن سجدہ کرنے اور فرش زمین پر لوٹنے اور جالی کو چومنے چائے سے سچے نیز اسی قبیل کی اور دوسری حرکتوں سے باز رہے اس لیے کہ شریعت میں انکی اجازت نہیں گونجا ہر بیٹوں کی نظر میں یہ ادب معلوم ہوتا ہے یقین رکھنا چاہئے کہ حقیقتاً ادب نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیروی و قبیل احکام کا اور جو کچھ اس کے علاوہ ہے وہ سب تو ہم باطل ہے۔“

سرتاج علماء ربانین و صوفیہ کرام، حضرت امام غزالی کا ارشاد ملاحظہ ہو:

”یہ مستون نہیں کہ دیوار (مزار مبارک) کو

ہاتھ لگائے یا اسے بوسہ دے، بلکہ احترام کا تقاضا یہ ہے کہ دور ہی کھڑا رہے۔“

اور پھر چند ورق کے بعد۔

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت آپ کے سامنے کھڑے ہو کر اسی طرح کرنا چاہئے جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں آپ کی زیارت موت کے بعد اسی طرح کرو جیسے زندگی میں کرتے، اور آپ کی قبر مبارک کے قریب اس سے زیادہ نہ ہونا چاہئے جتنا کہ آپ کی حیات میں آپ کے جسم پاک کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کو سو ادب سمجھتے بلکہ آپ کی طرف متوجہ کچھ فاصلہ پر سامنے کھڑے رہتے اسی طرح اب بھی کرنا چاہئے اور حرارت کو مس کرنا، اور بوسہ دینا تو نصاریٰ اور یہود کا شعار ہے۔“

محدثین کے گروہ میں قاضی عیاض مالکی سے بڑھ کر جمال رسالت کے شیدائوں میں اور کون گزرا ہے حقوق رسالت پر ان کی کتاب الشفاء سے جامع تر تو کوئی کتاب آج تک موجود نہ ہوگی، اپنی اسی کتاب میں خود انہوں نے اور ان کی شرح میں ملا علی قاری نے جو کچھ فرمایا ہے ذرا ایک نظر اس پر بھی فرمائی جائے۔

”قبر شریف کے نزدیک آئے، مگر اسی حد تک جو ادب و تعظیم کے مناسب ہے اور آپ پر سلام بھیجے، لیکن قبر کو ہاتھ نہ لگائے اور یہی حکم ہے قبر شریف کی دیواروں اور جالیوں کا اور نہ انہیں منہ سے چھوئے اس لیے کہ صحابہ کرام سے ایسا کرنا ثابت نہیں اور اس لیے بھی کہ ادب کا مقتضائے یہی ہے نیز اس لیے کہ ایسا کرنا نصاریٰ کا شعار ہے، جیسا کہ غزالی نے نقل کیا ہے۔“

غرض یہ کوئی حنفی، وہابی، مقلد و غیر مقلد کا

عمل سے غافل نہیں ہیں۔

کسی نمونے کے بغیر وہی میں یسوع المسخوات
والآراض وَمَسَائِدَهُمَا ہے، روزی دیتا ہے، مانگتے پر،
اور بن مانگے بھی، نعمتوں سے نوازتا ہی رہتا ہے، مارتا
ہے، زندگی بھی دیتا ہے، تمام امور کی تدبیریں کرتا
اور فیصلے صادر فرماتا ہے، سارے معاملات، اچھے برے
حالات، نعمتیں اسی کی ذمہ سے ملتی ہیں، بلائیں ہر قسم کی
اسی کی طرف سے آتی ہیں اور وہی بلائیں ٹالنے والا بھی
ہے، ایک پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر گرتا ہے نہ ہی کوئی
ذرہ اڑسکتا ہے، مگر یہ کہاں کو علم ہوتا ہے۔

یہ دیکھو کہ وہ اپنی ذات باسعادت کی کیسی حمد و ثنا
فرماتا ہے، اپنی عظمت و بزرگی کا اعلان فرماتا ہے
اور اپنے بندوں کو نصیحت فرماتا ہے اپنی ذات پاک سے
ڈرتے رہنے کا حکم دیتا ہے $\text{وَاللّٰهُ يُخَيِّرُ نَفْسَهُ}$ اللہ
تعالیٰ بندوں کو اپنی ذات سے ہمیشہ ڈرتے رہنے کا
احساس دلاتا ہے، وہ اپنے دوستوں کی تعریف کرتا
اور ان کے نیک اعمال کے حوالے سے انکے اوصاف
بیان فرماتا اور اپنے دشمنوں کی بد اعمالیوں کی مذمت
فرماتا ہے، ساتھ ہی ساتھ مثالیں بھی دیتا ہے، مختلف
دلیلوں سے ان کو تامل کرتا ہے، اپنے وجود کا انکار کرنے
والوں یا شک کرنے والوں کو بہترین جواب دیتا ہے، سچ
بولنے والوں کی تصدیق فرماتا اور جھوٹ بولنے والوں
کو جھٹلاتا ہے، حق بات فرماتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے،
دارالسلام یعنی امن و امان کی طرف بلاتا ہے، دارالسلام
یا جنت کی نعمتوں اور اس کے حسن و جمال کا بیان فرماتا،
اور دارالہیوار (جہنم) اور اس کے عذاب، دروہ و تکلیف کا
تفصیل دکھاتا ہے، تاکہ بندے اس سے پناہ مانگیں
اور جنت کی آرزو کریں۔

اپنے بندوں کو ان کی بے بسی اور محتاجی کا احساس
دلاتا ہے کہ وہ ہر حال میں اسی ایک رب قدر کے محتاج
ہیں، ایک لمحہ یا پل بھر بھی وہ اس کے کرم سے بے نیاز
نہیں رہ سکتے، اور ساتھ ہی ساتھ اپنی کائنات میں ساری

قرآن کریم کتاب الہی ہے

پروفیسر عطیہ ظہیر عرب

بعض غیر مسلم اسکالر تو قرآن کریم پڑھ کر پکار
اٹھے کہ "اگر یہ قرآن کریم کسی جنگل یا بیابان میں بھی رکھ
دیا جائے اور کوئی ناواقف بھی اس کو پڑھ لے تو پکاراٹھے
گا کہ بلاشبہ یہ کلام الہی ہے"
کوئین یونیورسٹی امریکہ کی پروفیسر شی ایبٹ جو
سای لسانیات کی ماہر استاذ ہیں ان کا قول ہے کہ: قرآن
کریم میں جو کچھ بھی ہے وہ ہرگز کسی بشر کی کوشش نہیں
ہو سکتی، بلکہ اگر ہم اس کتاب کے من عند اللہ ہونے سے
انکار کریں گے تو گویا (نعوذ باللہ) ہمیں یہ ماننا پڑے گا
کہ محمد خود (اللہ) تھے۔
جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ کسی بھی بات کرنے
والے کی شخصیت کا اندازہ اس کی گفتگو سے ہی کیا جاتا
ہے کیونکہ اس کے بات کرنے کے انداز سے ظاہر ہو جاتا
ہے کہ وہ جاہل ہے یا تعلیم یافتہ، شہری ہے یا دیہاتی، خوش
ہے یا غمگین، اس کی باتوں میں گہرائی ہے یا سطحیت پائی
جاتی ہے۔

لہذا وحی اور بشر کی زبان ہرگز ایک نہیں ہو سکتی،
جیسا کہ نصح العرب والجمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث اور قرآن کی زبان و انداز بیان میں فرق پایا
جاتا ہے، فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ و ارفع ہونے کے
بادوجود (وحی الہی) سے مختلف معلوم ہوتی ہے۔
جو قاری بھی قرآن کریم کا مطالعہ عقل سلیم اور علمی
ذوق کے ساتھ کرے گا اسے یقین ہو جائے گا کہ یہ بشر کا
کلام نہیں ہو سکتا، یہ ہمارا اپنا بھی تجربہ ہے کہ قرآنی
آیات کے ضمن میں اس حدیث نظر آجائیں تو یہ ضرور ہے
کہ اس حدیث کو قرآن مجید ایک خاص نور و عطا فرمادیتا

ہے جو کسی بڑے سے بڑے زبان دان کی دھوئی کرنے
والے خطیب کو نصیب نہیں ہوتا لیکن آیات ربانی کی
شان مختلف محسوس ہوتی ہے۔
اس کی خوبصورت اور بہترین تشریح امام ابن القیم
الجوزی نے خطاب القرآن کے عنوان سے اپنی
کتاب (البيان في اقسام القرآن) میں کی ہے وہ لکھتے
ہیں (تم قرآن کریم پڑھو گے تو اس کی شان خطابت میں
معلوم ہوگا کہ ایک عظیم شہنشاہ ہے، ساری تعریفیں اسی
کے لیے ہیں، ہر مشکل کا حل اسی کے ہاتھ میں ہے، وہی
عظمت و جلال کا سرچشمہ ہے، عرش اعظم پر جلوہ افروز
ہے، اس کی دور میں نگاہوں سے اپنی بے پناہ بلکہ
زمینوں اور آسمانوں کی وسعتوں میں پھیلی ہوئی کوئی ذرہ
برابر، رائی کے برابر شئی بھی پوشیدہ نہیں، یہاں تک کہ
اس کے بندوں کے دلوں میں جو خیال بھی گزرتا ہے وہ
اس سے واقف ہے، انکے علمانیہ اور پوشیدہ رازوں سے
پوری طرح باخبر ہے، تنہا اپنی مملکت کا مدبر
ہے، ہر تدبیر اکیلا ہی کرتا ہے۔

اس کو کسی کے مشورے یا عدد کی ضرورت
نہیں $\text{وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يُجْعَلْ لَدَيْهِ اَوْلَادٌ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ$
 $\text{شَرِيْكٌ فِى السُّلْطٰنِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ وَلِيٌّ فِى الدُّنْيَا}$
 $\text{وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كَاذِبًا}$ اس کی عظمت و کبریائی کا ذرہ ذرہ گواہ
ہے) وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے، عطا و بخشش کے لامتناہی
خزانوں کا مالک ہے، دیتا ہے، محروم بھی کرتا ہے، بڑا
دینا ہزا بھی دیتا ہے، عزت دیتا اور ذلت بھی دیتا
ہے، تخلیق کرتا ہے اور تخلیق کا عمل جاری ہے، وہ مانتا تھا
عس $\text{لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ}$ ہم اپنے دست قدرت کے تخلیقی

فلو قات و موجودات سے شان بے نیازی بیان فرماتا ہے، وہ اکیلا بے نیاز ہے اور اس کے علاوہ کوئی ہے وہ اسی کا نیاز مند ہے۔

قرآن مجید کے بارے میں مستشرقین کا موقف:

مغربی دنیا کے محققین کا قرآن مجید کے بارے میں جو نظریہ یا موقف عام طور پر پایا جاتا ہے اس میں پہلی بے بنیاد بات یہ ہے کہ وہ قرآن حکیم کو کتاب اللہ نہیں تسلیم کرتے بلکہ انکا خیال ہے کہ یہ بشری کتاب ہے جو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی اپنی تالیف ہے، بعض کی نظر میں (نحوذ باللہ) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب میں اپنے افکار و نظریات کو جان بوجھ کر اور جھوٹ بول کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

یہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی ان مستشرقین نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے صادق و امین پر بہتان لگائے اور الزام تراشی کی انتہا کر دی، حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ نبوت کا اعلان کرنے سے قبل بھی کبھی جھوٹ فریب کا آپ پر الزام نہیں لگایا گیا، بلکہ خود کفار و مشرکین مکہ مکرمہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو (صادق و امین) کے لقب سے پکارتے تھے، اس لیے کہ ان مخالفین کو کبھی کسی معاملے میں بھی حضور کی جانب سے جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا تھا اس کی مثال تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت اور وزن رکھتی ہے۔

دعوت دین کے لیے جب روم کے بادشاہ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا پیغام بھیجا تا کہ وہ اسلام قبول کر لے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیروں کے ساتھ ساتھ آپ کے دشمن مشرکین مکہ مکرمہ بھی ہرقل (قیصر روم) کے دربار میں موجود تھے اور اس کے پھر سے دربار میں دشمنان اسلام نے اعتراف کیا کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا)

ہرقل نے حضور کے مخالفین سے سوال کیا: کیا روزمرہ زندگی میں ان کو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

لیکن دین میں جھوٹ کا تجربہ ہوا ہے؟ تو سب نے بیک زبان اعتراف کر لیا کہ ہم نے کبھی ان کو جھوٹ بولنے نہیں پایا، قیصر روم بول اٹھا کہ جو شخص بندوں سے جھوٹ نہ بولتا، ہو وہ بھلا اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی کتاب خود کیسے منسوب کر سکتا ہے؟

اس کے بعد قیصر روم نے بڑی ذہانت سے سفیران اسلام سے چند سوالات کے اور جواب سے مطمئن ہو کر اس نتیجے پر پہنچا کہ یقیناً یہ وہی نبی ہیں جن کا انتظار تھا اور انہیں کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی، پھر وہ بولا: (کاش میں اسکے پاس ہوتا تو ان کے پیر و پوکر پیتا) لیکن بد قسمتی سے اس کے درباری مخالفت کر بیٹھے اور قیصر کا ساتھ نہیں دیا، ہرقل کو اپنا تخت و تاج خطرے میں نظر آیا تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت مان کر بھی اسلام قبول نہیں کر سکا، مشرکین مکہ کی طرح ہمارے زمانے کے بعض مغربی اسکالر زآپ کی اخلاقی خوبیاں تسلیم کرنے کے باوجود تہمت و الزام تراشی سے باز نہیں آتے، بلکہ مغربی محققین کی جانب سے کفار مکہ کی طرح کسی نہ کسی بھانے قرآن کریم کے کتاب الہی ہونے پر شک و شبہ کا اظہار بھی تک جاری ہے، اس تہمت و الزام تراشی کا سلسلہ کفار و مشرکین مکہ مکرمہ کی جانب سے جاری رہا، تو ان کی تردید قرآن کریم کر دیتا تھا (سورہ فرقان: ۳-۶) ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا إِفْتَاءُ الْفِتْرَةِ وَآمَنَّا عَلَيْهِ قَوْمًا آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا، وَقَالُوا أَنسَاءطِيرُ الْأَوَّلِينَ نُسَلِّي عَلَيْهِمْ ذِكْرَهُمْ وَأَسْبَابًا، فُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِينَ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾

ستم ظریفی یہ کہ کفار مکہ مکرمہ کبھی تو قرآن مجید سن کر حیران ہو جاتے اور شش و پنج میں پڑ جاتے تھے بلکہ عقبہ بن ربیعہ کی طرح سن کر لرز جاتے لیکن ایمان نہیں لاتے تھے اور کبھی اس کے لانے والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر تعجب کرتے کہ ایک انسان کو ایسی جیسے انسانوں پر

فوقیت دی جائے پھر ایک بات پر قائم بھی نہیں رہتے تھے، بلکہ مسلسل ایک کے بعد دوسرا الزام تہمت لگاتے رہتے تھے قرآن کا ارشاد ہے ﴿وَقَالُوا لَآ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا كَلَامًا مَثَلًا لِّقَوْمٍ أَكْفَرُوا عَلَىٰ مَا كَفَرُوا مِن قَبْلُ وَهُمْ غَافِلُونَ﴾ (الانبیاء: آیت ۵) یہ تو خواب ہائے پریشاں ہیں، بلکہ (رسول) نے خود بتلایا ہے، بلکہ وہ شاعر ہیں، لیکن ان ہی مشرکین اور اہل کتاب میں ایسے بھی تھے جب قرآن کریم کی حقانیت اور حجت و بیان نے ان کے دلوں پر اثر کیا تو وہ حق تسلیم کرتے ہوئے ایمان لے آئے، غرور و تکبر، باپ دادا کی اندھی تقلید چھوڑ کر اپنی خواہشات سے من موڑ کر پکار اٹھے ﴿وَرَتَّبْنَا آيَاتِنَا سَمْعًا مُّسَدِّدًا يُبَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ يُؤْمِنُوا إِقَاتِنَا﴾ (آل عمران: ۹۳)

اس طرح حق ثابت ہو کر غالب آ گیا، اور وہ لوگ جو کل تک اسلام، قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے آج وہی ایمان لا کر ان کے عاشق ہو گئے، اب قرآن کریم ان کے سینوں کا نور ان کے دلوں کا سرور اور آنکھوں کی خشک بن گیا۔

مادہ پرست مغربی اسکالر ز میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو نیچر (فطرت) اور مادیت کے خلاف کسی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتا، نہ تو وہی الہی پر یقین رکھتا ہے اور نہ ہی کسی بشر کی نبوت پر بلکہ وہ اس کائنات کے کسی خالق اور اللہ کو مانتا ہی نہیں، تو پھر کیا عجب ہے اگر وہ کسی نبی یا صحف سماوی سے انکار کرتا ہو۔

ان کا شمار کتب الہی کی روشنی میں ان لوگوں میں ہے جن کے بارہ میں ہے ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ، إِذْ قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْنَا مِن شَيْءٍ﴾ (الانعام) کہتے ہیں کہ اس نے کسی بشر پر کوئی کتاب نہیں نازل کی یہ منطقی اور سچ نظر بلکہ کور چشم اور دل کے اندھے فلسفی وہی ہوتے ہیں جو اپنے مادی فلسفے کے غلام ہیں، جب کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے

اور کتاب الہی کو بشری تخلیق ماننے پر اصرار کرتے ہیں۔

قورانت:

رہ گئے وہ مستشرقین جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علی نبینا علیہما السلام پر ایمان رکھتے ہیں اور توریت و انجیل میں تحریف کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتب سادی مانتے ہیں، حالانکہ توریت اپنی اصلیت اسی دن کھوشی تھی جب بابلوں نے جنگ کے دوران تحریف شدہ آسمانی کتاب کو جلا ڈالا تھا اور سالوں یہ آسمانی کتاب گم شدہ رہی، پھر (عزرا) آیا اور اس نے اپنی یادداشت سے اس کتاب کو مرتب کیا، کچھ سنی، سنائی پر یقین کرتے ہوئے اس میں لفظی اور معنوی تحریفات، بلکہ اوہام اور غلط بیانیوں بھی شامل کر دیں۔

بہر حال حقیقت سامنے آگئی ہے اور اب اگر ہم تورات کے تحریف شدہ اسفار کا مطالعہ کریں تو جو بات ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے وہ یہ کہ اس بد قسمت قوم نے خالق ہست و بود، رب العرش العظیم کی شان میں گستاخی کی جسارت کی ہے، وہ ذات پاک جو ہر کمال سے متصف اور ہر عیب یا کمزوری سے پاک اور بلند ہے موجودہ تورات نے اس رب العزت کا تصور مسخ کر کے رکھ دیا، تمام بشری کمزوریاں مثلاً: جہالت، ناکامی، حسد جیسی ناقص بشری صفات کو جو انسانوں میں یا اس کی مخلوق میں پائی جاتی ہیں وہ خالق اکبر، باری تعالیٰ کی ذات پاک سے منسوب کر دی۔

اسی طرح دوسری نازیبا حرکت یہ کہ انبیائے کرام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین پر انسانیت کی ہدایت اور ان کو علم و حکمت سکھانے کے لیے تشریف لائے تھے، ان کے پاکیزہ کردار کو داغ دار بنا دیا، موجودہ تورات میں ان کی طرف ایسی اخلاقی برائیاں اور خرابیاں منسوب کی گئی ہیں جو ہمارے بدترین اور بے توقیر عوام الناس میں بھی کم ہی پائی جاتی ہوں گی۔

ستم یہ کہ اس تحریف شدہ آسمانی کتاب میں حیوانات کا ممانہ اور ان کے لیے سزا کا قانون بھی بنا دیا

کیا ہے، انسانی مساوات کا خاتمہ کرتے ہوئے رنگ و نسل اور قومیت کے بت بنا دیئے گئے اور اونچ و نیچ کا فرق پیدا کر دیا گیا، یہی نہیں بلکہ انسان کو انسان کی بندگی پر مجبور کرتے ہوئے (شعب کنعان) کو یہ عزت بخشی گئی کہ وہ ہمیشہ بنی اسرائیل کے معبود بن کر زندہ رہیں گے۔

انجیل

جہاں تک انجیل کا تعلق ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی، تو وہ آج کھلی جانی بیچانی یا پائی نہیں جاتی، ہاں اگر ہے تو وہ تھی کے شاگردوں بلکہ اس کے بھی تیسرے درجے کے شاگردوں نے اپنی مرضی سے جمع کی ہے وہ بھی عجیب و غریب زبان میں لیکن اس کا بھی کوئی نسخہ اصلی حالت میں موجود نہیں، بلکہ دیگر زبانوں میں اس کے جو تراجم ہیں، ان کی بھی تعداد ستر (۷۰) تک آگئی تھی۔

ان میں سے بھی صرف چار انجیل کو کلیسا نے تسلیم کیا باقی سب لغو قرار دی گئیں، ان میں بھی جو نقص اور تضاد پایا جاتا ہے اس کا طم چند خصوصی علماء و معرفت رکھنے والوں کو ہو سکتا ہے، عوام الناس اس سے بے بہرہ ہیں۔

پھر بھلا انکا کیا مقابلہ اس قرآن حکیم سے جو اس لیے محفوظ ہے کہ اس کے تحفظ کی ذمہ داری خود حق تعالیٰ جل و علانی ہی ہے ﴿وَإِنَّا نَحْنُ نَحْفَظُ الْكِتَابَ﴾

لَحَافِظُونَ﴾ اس کی تفصیلات ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں آئے گی، مندرجہ بالا تحریف شدہ آسمانی کتابوں کا قرآن مجید سے کوئی مقابلہ ممکن ہی نہیں، جب کہ سابقہ کتابیں ان علوم و افکار سے خالی ہیں جو قرآن حکیم کی ہر آیت کریمہ کے اندر کوزے میں سمندر کی صورت میں موجزن ہیں۔

مثلاً: عقائد، عبادات، علم و معرفت، اخلاقی اقدار، تشریحی معاملات، عالم فہم و جمود، بیز انفس و آفاق میں پھیلی ہوئی رب العالمین کی بے شمار نشانیاں

جن کا انسان کو علم ہی نہیں دیا گیا بلکہ وہ تمام نعمتیں اشرف الخلق و انوار کی تابع بناتے ہوئے انسان کو آخری طاقت بھی عطا کی گئی ہے۔

نور کیجئے تو انفس و آفاق میں تدبیر کی دعوت کسی طاقت اور علم اشیاء کے بغیر ممکن نہ تھی، لہذا کبھی کوئی دانشمند یا عاقل و دانان حرف کتابوں کا قرآن عظیم سے مقابلہ نہیں کرے گا، ایسی کتاب کا جواب دی شان و عظمت رکھتی ہو کھلی کتاب ہے اور ہر اعتبار سے جس کے مضامین، اسلوب بیان و لٹریچر اور جواز بلکہ سحرانہ تاثیر کی حامل کتاب قرآن عظیم ہے اور قیامت تک اسی شان سے رہے گا، امام بیہمی نے ان صفات کو قصیدہ بردہ کے دو اشعار میں مختصر کرنے کی کوشش کی ہے۔

ولان تعجب من لحدود احاطت بحکمها
نحنا اهلہا، وهو عین الحاذق الفہم
قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد

ویسکر الفہم طعم الماء من سقم
مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی حاسد کسی کی خوبیاں تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ اگر کسی کی آنکھ میں جالا پڑ جائے اور یہائی رخصت ہو جائے تو وہ سورج کی روشنی سے انکار کر سکتا ہے اور کسی بیار کے منہ کا مزہ خراب ہو تو اس کو پانی بھی بد مزہ محسوس ہوگا۔

خصوصیت نمبر ۲

قرآن محفوظ کتاب ہے

قرآن کریم کی خصوصیات میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ محفوظ کتاب ہے اور محفوظ رہے گی اس لیے کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ رب العزت نے خود لی ہے، بندوں پر اس کی حفاظت کا انتظام نہیں چھوڑا تو سابقہ کتب کو اہل کتاب نے بدل ڈالا اور سن مانی کرتے رہے ﴿وَإِنَّا نَحْفَظُ الْكِتَابَ﴾ اللہ کے ساتھ اللہ جب ان اہل کتاب کے اصرار اور بانڈوں کو کتاب الہی

کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تو انہوں نے (جیسا کہ سب جانتے ہیں) ان آسمانی کتب میں تحریف کر ڈالی۔ قرآن کریم کے تحفظ کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نصوص میں سابقہ کتب کی طرح کوئی رد و بدل یا تحریف کبھی نہیں کی جائے گی۔

تورات: بعض الواح (تختیوں) پر لکھی ہوئی سطرین تھیں اور ان اہل کتاب کے سینوں میں قرآن مجید کی طرح محفوظ نہیں تھیں، نتیجہ یہ ہوا کہ بابلیوں سے جنگ میں ان کو جلا کر ضائع کر دیا گیا۔

(بنوخذلصر) بنی اسرائیل کے لیے ارشاد ہو ﴿فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ آؤْ لَآءِمَا بَعَثْنَا إِلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولِي بَسَائِدٍ يَشْعَبُونَ فَحَاسِبُوا يَوْمَ تَلْقَوْنَ اللَّهَ وَتَأْتُونَ وَغَدَا مَفْعُولًا﴾ (الاسراء: ۵)

آخر کار جب ان میں سے پہلی سرکشی کا موقع آیا تو انے بنی اسرائیل ہم نے تمہارے مقابلے پر ایسے بندے اٹھائے جو نہایت زور آور تھے، اور وہ تمہارے ملک میں گھس کر ہر طرف پھیل گئے، یہ (ہمارا) ایک ایسا وعدہ تھا جسے پورا ہو کر ہی رہتا تھا) اس سے مراد وہ ہولناک تباہی ہے جو آشوریوں اور اہل بابل کے ہاتھوں بنی اسرائیل پر نازل ہوئی، اس وقت بنی اسرائیل میں کوئی ایک شخص بھی ایسا موجود نہیں تھا جس کو پوری الواح زبانی یاد ہوتیں۔

پھر عزرا و اراق نے ادھر ادھر سے بنور کر یا سمیٹ کر جو جمع کیا اسی کو کتاب اللہ کے نام سے مشہور کر دیا، غالباً کہیں تحریف شدہ کتاب بھی نہیں تھی اس لیے اس نے یہ جسارت کی، عزرا کے ساتھ ممکن ہے اور لوگ بھی اس جرم میں شریک ہو گئے ہوں، ہمارے علمائے دین نے تحریف ثابت کر دی ہے اسلئے وائٹل سے لے کر ہندوستانی عالم دین کی تصنیف اظہار الحق تک ہمارے زمانے میں اس کی تائید ملتی ہے۔

قابل ذکر تحقیقی کارنامہ (تورات) ڈاکٹر بدران محمد بدران کا ہے، وہ اس کا عزم کر چکے تھے کہ (عہد

قدیم) کے اسفار (کتب) پر تحقیق ضرور کریں گے، آخر وہ نہایت دقیق مطالعہ اور شدید محنت کے بعد اس مہم میں کامیاب ہو گئے، ڈاکٹر بدران کے مطابق عہد قدیم کے تین نسخے ہیں:

(۱) ایک سامریہ، دوسرا عبرانیہ، تیسرا نسخہ یونانی ہے، ڈاکٹر بدران کا بیان ہے کہ ان نسخوں میں تضاد اور تقاض کے ساتھ اس قدر کمی بیشی پائی جاتی ہے کہ اس کے اصل نسخوں پر بھی استہسا ممکن نہیں۔

(۲) عہد قدیم کے کئی ایڈیشن ہیں لیکن کوئی ایک ایڈیشن بھی دوسرے سے مناسبت نہیں رکھتا، اس لیے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک جماعت سے دوسری جماعت کے بعد نسل و نسل تبدیلیوں کا سلسلہ جاری رہا، پھر ستم یہ کہ ان نسخوں کی گرامر کمپٹیوں کی اپنی طرف سے بھی تبدیلی حذف و اضافہ کی جسارت نے ان کی اصلیت اور صحت کو مشکوک اور مشتبہ بنا دیا ہے۔

(۳) عہد قدیم کی اسفار متفاد روایات کا طومار ہیں، جھوٹ، بہتان اور بکواس کے سوا کچھ نہیں۔

(۴) عہد قدیم کا یہ نسخہ تو ہمانی کہانیوں اور نازیبا حد تک گھٹانے نے بعضی افسانوں اور بد اخلاقی کا مجموعہ ہے جن کا اللہ جل و علا شانہ کی عظمت کلام اور تقدس سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، بعض منصف مزاج مغربی اسکالرز کی مخلصانہ تحقیقی کاوش کا خلاصہ ہے۔

جدید تحقیقات میں مغربی فلسفیوں نے علمی تحقیق کے بعد (تورات) میں تحریف ثابت کی ہے، ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی اعتراف کیا ہے کہ اس نسخے میں ایسے نصوص بھی ملتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ پر نازل ہونا بعید از امکان ہے، ایک اور یہودی حق پرست نے نہایت کڑی تنقید کرتے ہوئے اپنی قیمتی تحقیقی کتاب (رسالہ فی اللاہوت والنسب) میں لکھا ہے (ان نسخوں کا انبیاء کی طرف منسوب کرنا غلط اور بہتان ہے) خاص طور پر تورات کے بارے میں ثابت ہو چکا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ کے

سکڑوں سال بعد لکھی گئی تھی، اس سے بھی بڑھ کر تورات کا یہ حشر کیا گیا کہ مخلص منکرین و مسلمین نے تورات کو نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں اور ان کے عداوت سے دور رکھنے کا مطالبہ کیا، اس لیے کہ اس میں ایسی باتیں لکھی گئی ہیں جو شرم و حیا، اخلاقی آداب اور شرافت کروار کے سخت خلاف ہیں (یہ تورات کے بارے میں مشرئی یہود و نصاریٰ کی اپنی رپورٹ ہے۔

انجیل:

دوسری آسمانی کتاب انجیل تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کی صورت میں یا وحی کے ذریعہ نازل فرمائی تھی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل نسخہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوراً بعد لکھا گیا، یا پھر ضائع کر دیا گیا، اس کے ساتھ بھی ان اہل کتاب نے بجز مات خیانت کی اور اس وقت بھی اگر لوگوں کو اس کے بارے میں کوئی علم تھا بھی تو ان انجیل کا جو اپنے تحریف کرنے والوں کے نام سے مشہور تھیں، ان میں سے بھی آج صرف چار ملتیں ہیں (مشرقی، یونانی، سریانی اور لواتا) کے نام سے جو تحریف شدہ انجیل کے ستر (۷۰) نسخوں سے منتخب کی گئی ہیں، ان کا بھی نہ صرف پڑھنا حرام کر دیا گیا، بلکہ ضائع کرنے کا حکم بھی صادر کر دیا گیا تھا، ان کی تلاش کا مقصد یہ نہیں تھا کہ ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت کے پہلو ملتے ہیں بلکہ وہ ان کے بعض اقوال و مواظظ پر مشتمل تھیں، اور ستم یہ کہ یہ چاروں انجیل بھی آپس میں مختلف اور متفاد ہیں۔

ساتھ ہی ساتھ یہ بھی نظر میں رکھنا چاہئے کہ ان کے انتخاب کی تاریخ میں بھی زیادتی اختلاف ملتا ہے، اور ان زبان پر بھی اہل علم نے شک و شبہ کا اظہار کیا ہے، جس میں ان کی تالیف یا ترجمہ کیا گیا یہاں تک کہ ان کے مؤلفین پر بھی اہل علم کو اعتبار نہیں، علامہ رشید رضانے جلد (المنار) میں فرانسسی انسائیکلو پیڈیا سے نقل کیا ہے

(جاری)

آیات قرآنی کے چند نمونے: ایک لغوی جائزہ

﴿وَالْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَيَّ عَيْنِي﴾

دکتر عودہ ابو عودہ

رحمت و شفقت، ایمان و ایقان اور صفاءِ نفس کا ایک خوشگوار اور نشاط آگہیں احساس میرے ذہن و دماغ پر چھا جاتا ہے اور میرے قلب کو نور سے معمور اور میرے وجدان کو کیف و سرور کی لذتوں سے محمور کر دیتا ہے جب جب یہ آیت میری زبان پر جاری ہوتی ہے، اس آیت پر غور و فکر کے نتیجے میں ذہن کے پردے پر کئی سوالات آتے ہیں، ذہن نصیب اگر میں ان کا تسلی بخش جواب دے دوں۔

آخر یہ محبت کیا چیز ہے جو اللہ عزوجل کی طرف سے حضرت موسیٰ پر ڈالی گئی؟ محبت کی حقیقت کیا ہے؟ ایک انسان دوسرے انسان سے کیسے محبت کرتا ہے؟ کیا لوگوں کے درمیان محبت کے احساسات یکساں ہیں یا جدا جدا؟ بالفاظ دیگر انسان کی اپنے والد سے محبت، اپنے بھائی، بیٹے، استاذ، شاگرد اور اپنے ساتھی سے محبت، کیا یہ سب ایک ہی طرح کی محبتیں ہیں؟ پھر یہ کہ اللہ عزوجل کی خاص نگرانی میں تیار کئے جانے کے کیا معنی؟ کیا انسان کو بھی خاص اہتمام سے تیار کیا جاتا ہے؟ پھر اس آیت کا کیا مفہوم؟

ایک بار اور آیت کریمہ پڑھیں اور اس پر غور کریں، بلاشبہ آپ بھی مرے احساس میں شریک ہوں گے اور آپ کے ذہن میں بھی یہی سوالات پیدا ہوں گے۔

جہاں تک ہمارا خیال ہے، محبت اس نظام جذب و کشش کا نام ہے جس پر اس خاکدانِ ارضی بلکہ عالم کائنات میں بسنے والی مخلوقات کی زندگی کا مدار ہے، بالکل اسی کشش اور Gravity کی طرح جس پر کائنات کا نظام قائم ہے، تو جس طرح سورج، چاند، زمین اور دیگر سیارے و ستارے ایک منفرد اور بے مثال نظام کے پابند ہیں اور گردشِ ایام کے باوجود پورے توازن اور استقلال کے ساتھ یہ نظام ان کو ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہے، یہ الہی نظام ہی ہے جسے کشش و جذب کا نام دیا جاتا ہے، چنانچہ نہ کوئی سیارہ کسی دوسرے سیارے کی حدود پار کرتا ہے اور نہ اس نشان اور راستہ سے آگے بڑھتا ہے جو حکمتِ الہی نے اس کے لیے متعین کیا ہے تو بالکل اسی طرح تمام انسان بھی آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، ایک دوسرے کے کام آتے ہیں، ہاتھ بٹاتے ہیں، ضرورت پڑنے پر دوسروں کی زندگی کی حفاظت کی خاطر سب کچھ کر گزرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں، یہ سب محبت اور کشش و جذبیت کے اسی عجیب و دقیق نظام کے کرشمے ہیں، اس نظام میں نہ کبھی تخلف ہوتا ہے نہ یہ کبھی قطل کا شکار ہوتا ہے اور نہ ایک مخلوق کے مقابلے میں دوسری مخلوق اس کی حامل ہوتی ہے جب تک ہر مخلوق کے جسم میں روح ہے جس پر اس

کی جہد و جہد اور زندگی کا مدار ہے۔

اپنی اولاد کے تعلق سے ہر ماں کی مامتا اور ہر باپ کی شفقت پر غور کرو تو تمام عالم اور اس میں بسنے والے انسانوں کی حفاظت کے لیے اور حیاتیاتی نظام کے جاری رہنے کے لیے اسی نظام جذب و کشش کی کار فرمائی دیکھو گے۔

کبھی کسی کا کوئی بچہ تمہارے سامنے آتا ہے اور تمہیں تنگ کرتا ہے، انکی باتیں تمہیں پریشان کر دیتی ہیں، وہ اپنی حرکتوں سے تمہیں زچ کرتا ہے، اس کو اٹھانا (اور پیار کرنا) تم پر گراں گزرتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ اس کی بیوقوفانہ حرکتوں پر غصہ سے تمہارا دم گھٹ جائے گا، لیکن وہی بچہ جب اپنے باپ کی گود میں جاتا ہے تو باپ اسے بوسہ دیتا ہیں، پیار کرتا ہے، بہلاتا ہے، اور اپنی محبت و شفقت سے نوازتا ہے اور اگر تمہیں برائے نام ہی کسی اسے اٹھا کر بوسہ دینے کے لیے کہا جائے تو تم پر غشی طاری ہو جائے۔

کبھی کوئی جوڑا تمہیں نظر آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی روشنی میں اپنے رسول کی سنت کے مطابق میاں بیوی کا ملاپ کیا، حالاں کہ اس سے پہلے دونوں میں سے کسی نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا لیکن جیسے ہی دونوں کا ملن ہوا تو مہر و محبت کی وہ بنیادیں استوار ہوئیں اور اس چرخِ نیلی فام کے تلے موت و حیات کی وہ جلوہ آرائیاں ان دونوں کو نظر آئیں جن سے کبھی ان کا سابقہ نہیں پڑا تھا، یہ سب اس لیے ہوا کہ انسانی زندگی صحیح خطوط پر استوار رہے اور اگر اللہ عزوجل اس کا انتظام نہ کرتا تو پھر میاں بیوی دونوں کی زندگی مشین کے دو ہند زوں کی طرح ہوتی کہ ہر ایک اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۳۲ پر)

مسلمانوں میں اسلام سے وابستگی کا بڑھتا ہوا رجحان

از..... سید محمد دانش رشید حسنی ندوی

مسلمان کی مختلف حیثیتوں سے ایک امتیازی شان ہے، وہ دیگر قوموں سے فکری، سیاسی، سماجی، جغرافیائی، مادی طاقت و قوت اور قدرتی ذخائر و معدنیات کے اعتبار سے نمایاں مقام رکھتے ہیں، ایک طرف ان کے پاس وہ جامع و ہمہ گیر دستور حیات، اور وہ مکمل نظام شریعت ہے جو دوسروں کے مقابلہ میں ان کو امتیازی حیثیت دیتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ دینی و اسلامی تشخص کی حفاظت کی خاطر جان فروشی و جان نثاری اور راہ حق میں جان و مال کی قربانی کا جذبہ ان میں دوسری قوموں کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔

سیاسی اعتبار سے مسلم ممالک انتہائی اہم پوزیشن والے علاقوں میں واقع ہیں جہاں سے پورے عالم کی قیادت و فرمانروائی اور نگرانی کا کام بخوبی انجام دیا جاسکتا ہے اگر وہ ان کے کنٹرول میں ہوں، یہی وجہ ہے کہ عالمی طاقتوں نے ان مسلم علاقوں پر قبضہ و غلبہ کی خاطر بار بار کوششیں کی ہیں، یہ علاقے بری بھی ہیں اور بحری بھی، ان کی حفاظت کے لئے مسلمانوں نے ہمیشہ قربانیاں دی ہیں اور یورپ کے مسلسل حملوں سے ان کو بچایا ہے، ان علاقوں پر صلیبی حملہ سے پورے عالم اسلام میں شدید رد عمل ہوتا رہا ہے، خود مسلمان اسلامی غیرت و حمیت سے سرشار ہو کر سامراجی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے میدان کارزار میں صف بستہ کھڑے ہوئے اور فوجی حملوں کو ناکام بنایا۔

سامراجی نظام کی ناکامی کے بعد یورپ نے ان علاقوں پر کنٹرول کے نئے وسائل اختیار کئے، اور وہ بالواسطہ کنٹرول کا طریقہ ہے، ان طریقوں سے یورپ نے بڑی حد تک ان اہم اور سیاسی اہمیت کے حامل علاقوں پر اپنی بالادستی قائم کر لی ہے جہاں سے اسکے سیاسی اور سامراجی مفادات وابستہ ہیں، ان میں ایک اہم ترین علاقہ فلسطین بھی ہے، فلسطین میں یہودی نظام دراصل یورپ کے سامراجی مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ ہے، اس نظام کی حفاظت کے لئے یورپ اور امریکہ اپنے سارے وسائل استعمال کر رہا ہے، اس نظام کی حفاظت کا اصل محرک یہ اندیشہ ہے کہ وہ نظام کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، وہ مسلم آبادی سے گھرا ہوا ہے، اور خود اس علاقہ پر مسلم آبادی اپنا تاریخی حق رکھتی ہے، اس پر مستزاد یہ کہ یہاں کے باشندوں کی اکثریت حکومت و سیاست کی بازیابی اور سامراج کو ملک بدر کرنے کے لیے کوشاں بھی ہے، اور ہر طرح کی قربانی کے لئے مستعد۔

فلسطین کے علاوہ اہم سیاسی اہمیت کے حامل مسلم ممالک دنیا کے مختلف علاقوں میں واقع ہیں، سامراجی طاقتیں ان خطوں کو اپنے کنٹرول میں رکھنے کے لئے منظم جدوجہد کرتی رہی ہیں، اس سامراجی مقصد کے حصول کے لئے مسلمانوں کو باہم خانہ جنگی اور خلفشار و انتشار کا شکار کرنے کی تدبیریں کرتی رہیں ہیں، ان تدبیروں میں ایک اہم تدبیر وہاں کے حکمرانوں اور سیاسی قائدین کو ہم خیال بنانا اور اپنا نمائندہ بنانے رکھنا ہے، یہاں کے حکمرانوں کو مال و زر اور شہرت و ناموری اور دنیاوی عیش و عشرت کا لالچ دیکر طریقہ

حکمران اور عوام کے درمیان نفرت و عداوت کے ایسے جذبات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو اکثر حکام اور عوام کے درمیان جنگ یا کشمکش کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ کوئی ملک دوسرے ملک پر اپنی بالادستی اسی صورت میں قائم کر سکتا ہے جب اسے علاقائی حکومتوں اور وہاں کے حکمران کی مدد اور تعاون حاصل ہو، مسلم ممالک کے ان اہم علاقوں پر یورپ کی حکومت و بالادستی اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک علاقائی حکومتیں اس کی ماتحت اور مطیع و فرمانبردار ہوں اور عوام غافل و بے خبر۔

یہی وجہ ہے کہ یورپین ممالک اسلامی بیداری سے نہایت خائف ہیں کیونکہ اسلامی بیداری کا مطلب یہ ہے کہ اگر اسے پیچھے اور طاقتور ہونے کا موقع مل گیا تو سامراجی طاقتوں کا کنٹرول ختم ہو جائے گا، یورپین ذرائع نشر و اشاعت میں اسلامی بیداری سے اس خوف اور بے چینی کا اظہار بار بار کیا جاتا رہا ہے کہ اس سے یورپ کے سیاسی، تجارتی اور دفاعی مفادات کھٹائی میں پڑ سکتے ہیں، اسی وجہ سے سامراجی طاقتیں اپنے مفادات کی حفاظت کے لیے اسلامی بیداری کو کچلنے کی ہر ممکن کوشش کرتی رہتی ہیں، یورپ کی یہ بے چینی وہاں کے مصنفین اور نامہ نگاروں کی ہر ہر سطر سے ہویا ہے، لیکن اس معاندانہ رویہ سے اسلامی ذہن کو مزید تقویت مل رہی ہے، بعض سیاسی طبقوں نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے اور یہ مشورہ دینا شروع کر دیا ہے، کہ اب اسلامی بیداری کے خلاف جاری علاقائی جنگ کو ختم کر کے پرامن ماحول قائم کیا جائے اور مسلم ملکوں کے روشن خیالوں سے مفاہمت اور گفت و شنید کی جائے، اس کے لئے مسلم دانشوروں اور علماء کو یورپ اور امریکہ کی دولت دی جارہی ہے، اور ان کی ذہنی سازی کی کوشش کی جارہی ہے، اس لیے کہ انہیں یہ احساس ہو چلا ہے کہ طاقت کے استعمال سے اسلام کی قبولیت میں مزید اضافہ ہو رہا ہے

اور لوگوں میں اسلام قبول کرنے کا رتھان بڑھ رہا ہے، اور خود مسلمانوں میں اپنے دین اسلام سے وابستگی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی ہے، اور انہیں اپنی دینی شناخت و اسلامی تشخص کی حفاظت کا جذبہ طاقتور ہو رہا ہے، اسلامی بیداری کا یہ خوف یورپ میں عام ہو چکا ہے، اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کو دہشت گردی اور پر تشدد کارروائیوں کے الزام میں یورپ جو کارروائیاں کر رہا ہے، اس سے اس کا اجتماعی اور اقتصادی ڈھانچہ بری طرح متاثر ہو رہا ہے، اکثر یورپین ملکوں کی صنعتی زندگی غیر ملکی باشندوں کے ماتحت ہوتی ہے اور صنعتی اور تہذیبی ترقی جو ان ملکوں نے حاصل کی ہے وہ محض ملک کے حقیقی باشندوں کے ذریعہ قائم نہیں رہ سکتی، دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ اس اسلام دشمن رویہ سے مسلم ممالک میں جو دنیا کے اہم علاقوں میں ہیں رد عمل بھی پیدا ہو سکتا ہے، جس سے یورپ اور امریکہ کے سیاسی اور اقتصادی مفادات وابستہ ہیں، پھر مزید یہ کہ یہاں کے باشندوں پر موجودہ حکومت کی گمراہ کن سیاست، متنقادی سیکولرزم اور جمہوریت کے بلند بانگ دعوؤں کی قلعی کھل گئی ہے، کبھی کو معلوم ہے کہ عقیدہ، معاملات زندگی اور انسان حقوق کی آزادی کے یہ دعوے کتنی حقیقت رکھتے ہیں اور یہ ممالک ترقی پسند اور مہذب ہونے کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں، جہاں کے باشندوں پر خورد و نوش کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیمات اور دینی رسم و رواج کی بجا آوری پر پابندی عائد ہے اور جس حکومت کی جانب سے یہ دوغلی پالیسی اختیار کی جاتی ہو وہ ان پچاس سے زیادہ ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات کیسے بحال کر سکتی ہے جو سیاسی، جغرافیائی اور تجارتی اعتبار سے ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں اس اہم سیاسی پوزیشن اور جغرافیائی محل وقوع کی اہمیت کے ساتھ ساتھ عالم اسلام میں مختلف قسم کی معدنیات، سمندر، جنگلات، پٹرول، اور سونے پابندی کے ایسے

ذخیرے ہیں جن پر یورپ کی صنعتی ترقی کا انحصار ہے اور یہ حقیقت ہے کہ نئے نئے وسائل اور ایجادات کے باوجود جو یقیناً اہم اور مفید ہیں موجودہ دنیا میں انسانی طاقت کا بھی ایک وزن ہے، مسلمانوں کی بین الاقوامی فورموں میں مثلاً اقوام متحدہ اور اس کے مختلف شعبوں میں اکثریت حاصل ہے اگر مسلمان اپنے اس وزن کو پوری آزادی اور نہایت زیرکی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ استعمال کریں تو عالمی سیاست میں کافی اثر پڑ سکتا ہے۔

یورپ کے اس معاندانہ رویہ سے اور سامراجی مظاہرہ مسلمانوں میں اسلامی تحریکوں اور دعوتی کوششوں کو مدد مل رہی ہے، لیکن شعور کو مزید کارآمد بنانے اور عام زندگی میں اس کے مظاہرہ کی ضرورت ہے، حالانکہ یورپ مسلمانوں کو حتی الامکان ان کے دین پر عمل کرنے سے روکنا چاہتا ہے، اسلامی دہشت گردی کی آڑ میں اسلام پسندوں اور اسلامی تحریکوں کا قلع قمع کرنا چاہتا ہے، عالمی طاقتوں کی کوشش یہی ہے کہ مسلمان کسی بھی طریقے سے متحد نہ ہو سکیں اور اسلامی بیداری کو فروغ نہ ملے کیونکہ یہ دونوں باتیں سامراجی مقاصد کی تکمیل کی راہ میں سد سکردی ثابت ہوں گی، مغربی مفکرین وقتاً فوقتاً اس خطرہ کا اظہار کرتے رہتے ہیں، اسی پروپیگنڈہ کا اثر ہے کہ بعض مسلم حکمرانوں نے یورپین فرمانرواؤں کو اپنا آقا و قائد تسلیم کر رکھا ہے، لیکن حق کو باپا نہیں جاسکتا، رفتہ رفتہ یہ شعور لوگوں میں پیدا ہو چلا ہے اور حکام سے مقاومت، گفتگو اور تبادلہ خیال، اقبام و تقسیم سے اسلامی تحریکوں اور حکومت کے مابین پایا جانے والا اختلاف ختم ہو جائے گا اور یہ نظریاتی کشمکش یورپ کی سامراجیت اور اس کے مضرت اثرات سے واقفیت اور انسانی اخوت کے ذریعہ فنا ہو جائے گی۔

یہ خوش آئند صورت حال ہے کہ صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ یورپ کے ایک بڑے طبقہ میں یہ

احساس بڑھ رہا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں یورپ اور امریکہ کے حکمرانوں کی پالیسی غیر منصفانہ اور غیر مافلانہ ہے، اسلام کا مطالعہ کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، اور مطالعہ کے بعد اس اعتراف پر مجبور ہیں کہ اسلام کو غلط سمجھا گیا ہے، مسلم دانشوروں میں بھی اسلام سے وابستگی کا رتھان بڑھ رہا ہے، اگر یہ احساس ان کی عام زندگی میں بھی سرایت کر جائے تو وہ دنیا کی سب سے بہتر امت ہوں گے، موجودہ اسلام مخالف جنگ سے مسلمانوں میں یہ احساس بھی پیدا ہو رہا ہے کہ وہ ایک عالمی امت ہیں جس کے پاس کائناتی ذخائر اور قوتوں کا سرچشمہ ہے، اہم سیاسی علاقے ان کے زیر تصرف ہیں جس سے وہ عالمی سیاست پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ وہ ایسی امت ہیں جنہیں صرف نظر نہیں کیا جاسکتا اور جوں جوں یہ شعور اور محکم قوی اور اپنے دین سے وابستگی ان میں بڑھتی جائے گی ان کی حالت بدلتی جائے گی کیونکہ یہی وہ عنصر ہے جو ہماری تمام مشکلات کا حل ہے۔

(عربی سے ترجمہ محمد خالد ہاشمی)

مولانا برہان الدین سنہلی علیل

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست
دارالعلوم ندوۃ العلماء کے شیخ الشیخ
مولانا برہان الدین سنہلی ایک ہفتہ سے
سحر زنگ ہوم میں داخل ہیں، جسم کے بائیں
حصہ پر فالج کا اثر ہے۔

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست
ہے۔

☆ یورپ و امریکہ میں دینی مدارس ہمارے امریکی مسلمانوں سے متعلق انسائیکلو پیڈیا کی اشاعت
☆ جرمنی میں مساجد کی تعمیر کی حمایت ☆ جرمنی کے نو مسلموں کا وفد حرم مکہ میں
☆ اسپین میں نو مسلموں کی تیسری سالانہ کانفرنس: سعودی عرب کا ایک کارنامہ
☆ صومالیہ کی خانہ جنگی کا خاتمہ ☆ سعودی عرب کا قومی دن
☆ اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت ☆ دارفور کو اسلامی بینک کی امداد

ابوالعظیم ندوی

☆ یورپ و امریکہ میں مقیم مسلمانوں نے اپنے اسلامی تشخص و امتیاز کو باقی رکھنے اور آئندہ نسلیوں تک اسلامی عقائد و ثقافت کو منتقل کرنے کے لیے دینی مدارس کے قیام کی طرف توجہ دی، ستر کی دہائی کے بعد ہی سے ایسے دینی اداروں کا قیام امریکہ و برطانیہ میں ہونے لگا، اب نائن الیون کے ڈرامے کے بعد ان مدارس کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، تازہ اعداد و شمار کے مطابق ریاستہائے متحدہ امریکہ میں دینی مدارس کی تعداد پانچ سو (۵۰۰) تک پہنچ چکی ہے، اسلامی خبر رساں ایجنسی کی اطلاع کے مطابق ان مدارس میں غیر مسلم حضرات بھی اپنے بچوں کو داخل کر رہے ہیں کہ یہاں ان کی تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، اگرچہ امریکہ میں قائم بیشتر مدارس اہل خیر کے تعاون سے چل رہے ہیں، اور جدید ترین تعلیمی وسائل اور سہولیات سے آراستہ ہیں، ان کے اساتذہ بھی فریضہ اور جدید تعلیمی وسائل استعمال کرتے ہیں، لیکن ان میں ایک تعداد ایسی بھی ہے جو ان وسائل سے محروم ہے، خاص مطالبہ ہوٹل کا ہے تاکہ دینی ماحول میں ان طلبہ کو رکھا جاسکے، ایسے مستقل مدارس کے علاوہ مساجد کے قیامت میں بھی صباہی اور شہینہ مکاتب کے ذریعہ دینی تعلیم دیے جانے کا اہتمام ہے، اس طرح ان مساجد میں لائبریری بھی ہے جو صبح آٹھ بجے سے رات کے دس

بجے تک کھلی رہتی ہیں، ان میں اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اور دینی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے آتے ہیں، جہاں انہیں اسلام سے متعلق ٹیوشن معلومات دی جاتی ہیں، ہی ڈیز کے ذریعہ بھی یہ معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔
☆ برطانیہ سے ابھی خبر آئی ہے کہ وہاں اگرچہ مختلف شہروں میں دینی مدارس قائم ہیں لیکن جامع ازہر مصر کی طرف سے Rahman Academy کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا جا چکا ہے، اس میں برطانوی نظام تعلیم کے مطابق نصابی کتابوں کے ساتھ اسلامی نصاب بھی پڑھایا جاتا ہے، اس میں ابتدائی اعدادی اور سائنسی مراحل تک تعلیم کا اہتمام کیا جا رہا ہے، اس میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کو بھی داخل کیا جائے گا تاکہ وہ اسلامی تعلیمات سے باخبر ہو سکیں۔
☆ برازیل سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں چالیس سے زائد شہروں میں مسلمانوں کی ستر (۷۰) ایجنسیوں اور تعلیمی ادارے ہیں، جو اپنی تعلیم و تربیت کے ساتھ برازیلی مسلمانوں کے سماجی اور دینی مسائل و مشکلات کو حل کرنے میں مدد کرتے ہیں، ان اداروں کی نگرانی اسلامک سنٹر کرتا ہے جو سعودی حکومت کے تعاون سے قائم ہوا ہے اور وہی ان کی مالی اور علمی مدد کرتا ہے، ابھی

حال ہی میں سان باولو میں ایک بڑے دینی مدرسے کا قیام مکمل میں آیا ہے، اس بڑے مدرسے کے قیام سے ایک حد تک برازیلی مسلمانوں کی بنیادی ضرورتیں پوری ہو سکیں گی، اس مدرسے میں طلبہ و طالبات کے لیے علیحدہ ہوٹل ہیں جہاں انہیں دینی ماحول میں رکھا جاتا ہے۔

☆ آسٹریلیا کی وزارت تعلیم نے آسٹریلیا کے مسلمانوں کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا ہے کہ سرکاری اسکولوں میں دینی و عربی علوم و مضامین کی تعلیم کے لیے مسلمان اساتذہ کو تدریس کی اجازت دی جائے، چنانچہ آسٹریلیا کے تین سو (۳۰۰) اسکولوں میں مسلم طلبہ و طالبات کو دینی اور عربی مضامین پڑھانے کے لیے مسلمانوں نے انتظام کیا ہے، ان اساتذہ اور معلمات کی تنخواہ کی ادائیگی آسٹریلیا کے مسلمانوں کی طرف سے ہوگی، اس مقصد سے ایک کمپنی قائم کی گئی ہے جس کی آمدنی سے یہ تنخواہیں دی جائیں گی، آسٹریلیا میں مسلمانوں کے معاملات کی دیکھ بھال کے لیے ایک اسلامی مجلس ہے جس کی کوششوں سے ایک ریڈیو اسٹیشن قائم کیا گیا ہے جہاں سے اسلام سے متعلق پروگرام نشر کئے جاتے ہیں، ایک جیمیل تلاوت کلام پاک کے لیے مخصوص کیا گیا ہے، ابھی حال ہی میں اسلامی مجلس کے زیر اہتمام سڈنی میں آسٹریلیا کے مسلمانوں کا اجتماع ہوا تھا جہاں پورے براعظم سے مسلمان آئے تھے، اس موقع پر سڈنی میں سب سے بڑے تعلیمی کونسل کا افتتاح کیا گیا، اسلامی دنیا سے بھی ممتاز علماء اور داعیوں نے شرکت کی تھی، اسلامی مجلس کی کوششوں سے آسٹریلیا میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

☆ یورپ میں قائم دینی مدارس کے طلبہ کی امتیازی خصوصیات کا اعتراف سویٹن میں بچوں کی تعلیم کی نگرانی مسز میڈیکل سٹیگرین نے اپنے ایک لیکچر میں کیا جو انہوں نے اسٹاک ہوم کے ایک دینی مدرسے کی تقریب کے موقع پر دیا تھا، بہتر مہ نے بڑی سادگی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ ہم نے یورپ و امریکہ کے جن دینی

مدارس کو دیکھا ہے، ان کا نظام تربیت اور نصاب و فنون ہی کامیاب بلکہ فائق ہیں خصوصاً سویڈن کے چھ شہروں میں قائم دینی مدارس کی بڑی تنظیم کی نگرانی میں جو دینی مدارس کام کر رہے ہیں وہاں کے طلباء اور طالبات کو ہم نے ان سرکاری اسکولوں اور کالجوں سے ممتاز پایا جو حکومت کی سرپرستی یا سبکی تنظیموں سے قائم کر رکھے ہیں، مجتہد نے یہ انکشاف بھی کیا کہ سویڈن کی حکومت کی طرف سے ان دینی مدارس کی تعلیمی سطح اور تربیتی نتائج نیز ان طلبہ کی صلاحیتوں اور اخلاقی حالات کا جائزہ لیا گیا تھا، اس سروے سے یہ انکشاف ہوا کہ ان مدارس کے طلباء علمی صلاحیتوں ہی کے اعتبار سے فائق نہیں بلکہ ان کی اخلاقی اور سماجی حالت بھی بہت بہتر ہے، اس طرح ان کے والدین اور سرپرست بھی مدارس کے ساتھ مکمل ہم آہنگی رکھتے ہیں، جو اساتذہ ان مدارس میں تعلیم و تدریس کا کام کرتے ہیں وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ممتاز ہیں اور طلباء کا ان کے ساتھ مکمل تعاون ہے جس کو ہم مثال کہہ سکتے ہیں، مجتہد میکائیل نے یہ بتایا کہ حکومت اس سروے کا مطالعہ کر رہی ہے ماہرین جیسے ہی اس پر دستخط کر دیں گے یہ رپورٹ شائع کر دی جائے گی۔

☆ مشہور امریکی اخبار واشنگٹن گلوب نے ہارورڈ یونیورسٹی کے حوالے سے یہ خبر شائع کی ہے کہ برسوں کی محنت سے امریکی مسلمانوں اور ان کے دین و مذہب سے متعلق دو جلدوں میں ایک انسائیکلو پیڈیا شائع کیا ہے جس کی قیمت دو سو ڈالر ہے، ہارورڈ یونیورسٹی کے محققین اور پروفیسروں نے دو سال کی لگاتار محنت سے یہ انسائیکلو پیڈیا تیار کیا ہے، لکھنے والوں میں ہارورڈ کے وہ اساتذہ ہیں جو یہاں پڑھاتے یا اس کے فارغ ہیں اور دوسری دانشگاہوں میں پڑھا رہے ہیں لکھنے والوں میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں ہیں۔ اس انسائیکلو پیڈیا کے پہلے حصے میں دو سو اور تیسری حصہ میں نوے دستاویز اور تحقیقی مقالات ہیں، امریکہ میں

مقیم مسلمان سائنسدانوں ڈاکٹر، انجینئرز کے علاوہ مختلف علوم کے ماہرین اسباب اختصاص کے علاوہ علماء اور مفتی حضرات بھی ہیں جن کے تذکرے ہیں، اس کتاب میں اسلام کے بنیادی عقائد، تعلیمات کے موضوع پر تحقیقی مقالات، اسلامی شریعت اور قانون سے متعلق آراء، اور فقہ و فتاویٰ اور تقریروں کے اقتباسات بھی ہیں، واشنگٹن گلوب کے مطابق یہ مقالات غیر جانبدارانہ اور معروضی اسلوب میں لکھے گئے ہیں۔

☆ جرمنی میں مسلمان سب سے بڑی اقلیت میں ہیں، اس میں سب سے بڑی تعداد ترکوں کی ہے جو دوسری جنگ عظیم کے بعد آگئے تھے، جرمنی میں مسلمانوں نے مساجد اور مدارس قائم کئے، ان مساجد کے منارے ترکی کے مناروں کی طرح اپنی مخصوص شناخت رکھتے ہیں، نائن الیون کے ذرائع کے بعد جرمنی میں بھی اسلام دشمنی کی لہر اٹھی لیکن پھر کمزور پڑ گئی مگر اب بھی کبھی کسی گوشے سے یہودی میڈیا مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرتا رہتا ہے جرمنی کی خاتون صدر انجیلا مرکل سخت متعصب عیسائی ہیں، لیکن عمومی فضا اسلام دشمنی کی اب کم ہو گئی ہے، ۱۱ ستمبر کے بعد سے جرمنی میں مساجد کی تعمیر کی شدید مخالفت ہو رہی تھی، مگر ایک ہفتہ پہلے یہ خبر آئی ہے کہ کیتھولک اور جرمنی میں قائم یہودی مرکز کے ذمہ داروں نے ایک بیان میں حیرت انگیز طور پر جرمن مسلمانوں کا یہ مطالبہ درست قرار دیا کہ ان کو مساجد کی تعمیر کا حق دینا ضروری ہے، کیتھولک عیسائیوں کے مرکزی کمیٹی کے صدر ہانس جوہیم اور جرمن یہودیوں کی کمیٹی کے جنرل سکریٹری اسٹیفن کرومر نے اس بات پر زور دیا کہ جرمنی میں چونتیس لاکھ (۲۳۰۰۰۰۰) مسلمان ہیں، انہیں اپنی عبادت گاہوں کی تعمیر کا حق ہے، انہوں نے جرمنی کے سیاستدانوں اور عیسائی رہنماؤں کا یہ مطالبہ مسترد کر دیا کہ ان مساجد کی وجہ سے جرمنی اسلام کے رنگ میں رنگ جائے گا، انہوں نے کہا کہ یہ اندیشہ بالکل بے بنیاد

ہے، مسلمانوں کی مسجدیں صاف ستھری اور خوبصورت ہوتی ہیں ان میں عبادت کرنا کہیں بہتر ہے بجائے اس کے کہ عمارتوں کے قیامت یا ان کے عقب میں مسجد کے لیے جگہ مخصوص کی جائے۔

☆ جرمنی کے نو مسلم نوجوانوں کا ایک وفد (جو تیرہ نوجوانوں اور ۶ لڑکیوں پر مشتمل تھا) رمضان المبارک میں عمرہ کی ادائیگی کے لیے آیا تو اس نے رابطہ عالم اسلامی کے نمونہ اشباب اہالیہ۔ WAMY اور سعودی عرب کے ممتاز علماء اور داعیوں سے بھی ملاقاتیں کیں، نمونہ اشباب کے ذمہ داروں نے استقبال ہال میں ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے جب انہیں یاد دلایا کہ ان کو جس دولت سے اللہ تعالیٰ نے سرفراز کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ وہ اسلام کی تعلیمات کو ان لوگوں تک منتقل کریں جو اس سے محروم ہیں، وفد کا جس گرم جوشی سے خیر مقدم کیا گیا اور سعودی حکومت نے جس غیر معمولی اہتمام سے اس وفد کے ساتھ حسن سلوک کیا اس سے یہ وفد بہت متاثر تھا، حرمین شریفین میں اظہار و نماز کے مناظر اس وفد کے لیے ناقابل فراموش تھے، وفد نے پریم آنکھوں سے جوابی تقریر میں اس عزم کا اظہار کیا کہ ہم نے سٹے کیا ہے کہ اپنی زندگی اسلام کی تبلیغ کے لیے وقف کر دیں گے، وفد میں جرمنی کی دانشگاہوں کے پروفیسر اور طلباء تھے، یہ بات قابل ذکر ہے کہ سعودی حکومت نے یہ سٹے کیا ہے کہ حرم کی کی تراویح اور تہجد کی نماز کو کوئی وی کے ذریعہ پوری دنیا میں پیش کیا جائے گا، اس رمضان المبارک میں اس کا تجربہ بھی کیا گیا کہ قرآنی آیات کا فوری ترجمہ انگریزی، اور فرج میں کیا گیا، یورپ میں مقیم مسلمانوں نے سعودی عرب کے اس اقدام کی غیر معمولی پذیرائی کی ہے اور اس اقدام کو تاریخی قرار دیا ہے۔

☆ اسپین میں گذشتہ مہینہ اسلام میں داخل ہونے والوں کی ایک تربیتی نشست رکھی گئی تھی جو اسپین کے مشہور تاریخی شہر بلنسیہ میں منعقد ہوئی تھی، اس میں

مراکش اور یورپ وامریکہ میں کام کرنے والے ان
 داعیوں نے شرکت کی جو اسلام قبول کرنے والوں کے
 تعلیمی اور تربیتی امور انجام دیتے ہیں، انہیں میں
 تک بن لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے ان کی یہ تیسری
 نشست تھی یہ ہر سال منعقد کی جاتی ہے، اس سے پہلے
 سوئزرلینڈ، اٹلی، ہالینڈ، سویڈن، کیم، برطانیہ اور فرانس
 پرزئی میں اس طرح کی نشستیں منعقد کی جاتی رہی ہیں،
 ان نشستوں کے بنیادی مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

☆ جن ملکوں میں لوگ اسلام قبول کرتے ہیں
 ان کو باہمی تعارف کے لیے جمع کیا جاتا ہے تاکہ ایک
 دوسرے سے باخبر رہیں، اور آپس میں ملتے رہیں،
 اور دعوت اسلامی کے لیے سرگرم عمل رہیں۔

☆ اس نشست کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ
 نو مسلموں کو اسلام کی بنیادی تعلیمات کی تعلیم دی جائے
 ان مشہد سے علماء اور داعیوں کے ذریعہ عقائد،
 عبادات، معاملات، سیرت نبوی، اسلامی تاریخ، اسلامی
 تعلیمات کا تعارف، نیز تلاوت قرآن کی تعلیم کا اہتمام
 کیا جاتا ہے۔

☆ ان ملاقاتوں کے ذریعہ نو مسلموں کے
 ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات اور مغربی ماحول
 اور سوسائٹی کے ساتھ معاملہ کرنے اور اسلامی طرز کے
 مطابق گزارنے کے بارے میں انہیں مطمئن کیا
 جاتا ہے۔

☆ ان نشستوں میں ثقافتی اور تعلیمی مقابلے
 اور کھیلوں کے پروگرام رکھے جاتے ہیں۔

☆ ان مغربین اور داعیوں سے ملاقات کرائی جاتی
 ہے جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔

☆ انہیں باخبر کرایا جاتا ہے کہ ضرورت پر ان
 سے مشورے لے سکیں۔

☆ ان نو مسلموں سے رائے لی جاتی ہے کہ
 دعوت کے میدان میں کیسے کام کیا جائے اور کن لوگوں
 سے رابطہ کیا جائے تاکہ ان تک اسلامی لٹریچر پہنچایا
 جائے

سعودی عرب کا ایک اور کاغذ نامہ
 یوں تو رمضان المبارک میں حرم مکی اور مہجی حرم
 مدنی کی تراویح اور تہجد کی نماز کے مناظر CNN اور
 Star TV کے ذریعہ ہر سال پوری دنیا کے مشاہدین
 تک کی سال سے پہنچانے جارہے تھے اس طرح حج
 کے مناظر کو بھی۔ اس کے ساتھ فوری طور پر انگریزی
 اور فرنج میں مناسک حج کی تشریح بھی کی جاتی تھی، لیکن
 اس سال سے رمضان المبارک میں سعودی وزارت
 اطلاعات اور وزارت حج کے مشترکہ تعاون سے حرم مکی
 کی نماز تراویح اور تہجد میں پڑھی جانے والی قرآنی آیات
 کا فوری طور پر انگریزی میں اور حرم مدنی کی تراویح اور
 تہجد میں قرآنی آیات کا فرنج زبان میں ترجمہ کر کے ٹی
 وی پر نشر کئے جانے کا اہتمام کیا گیا، ریاض میں موجود
 پہلے اور دوسرے ٹی وی چینل کے اسٹوڈیو میں بیٹھے مترجم
 بڑی مہارت سے ان کا ترجمہ کر رہے تھے، اس ترجمہ کو
 یورپ وامریکہ اور دنیا کے دوسرے حصوں تک
 پہنچانے کے لیے دس سے زائد نفاذ میں گردش کرنے
 والے سیاروں اور عربی و اسلامی انٹرنیٹ کے نظام سے
 بھی مدد لی گئی، اس ترجمہ کی بنا پر ایک کروڑ سے زائد لوگ
 قرآن کے معانی اور اس کی دلکش تلاوت دونوں سے
 لطف اندوز ہوئے، یورپ وامریکہ اور ایشیا و افریقہ سے
 بڑی تعداد میں فون کے ذریعہ مشاہدین نے اپنے
 غیر معمولی تاثر کا اظہار کیا، اس منصوبے کے ڈائریکٹر
 طلال بن عقیل نے بتایا کہ ترجمہ میں اس بات کا پورا
 خیال رکھا گیا کہ عقلی و فکری اور ثقافتی اعتبار سے مختلف سطح
 کے لوگوں کے فہم سے قریب تر ہو اور جدید ترین تکنیک کا
 استعمال کیا جائے۔

صومالیہ کی خانہ جنگی کا خاتمہ
 صومالیہ کو خانہ جنگی کے علاوہ اتھویا کے ذریعہ
 استعماری طاقتوں کی طرف سے بھی تباہی کا سامنا کرنا
 پڑ رہا تھا، خادم الحرمین شریفین کی دعوت پر صومالیہ میں
 متحارب گروہوں کے درمیان طویل گفتگو کے
 بعد مصالحت ہو گئی ہے، تمام جماعتوں نے اس بات پر

اتفاق کر لیا ہے کہ وہ اپنے اسلحے صومالی وزارت دفاع
 کے حوالے کر دیں گے اور باہر سے اسلحہ کسی قیمت پر بھی
 نہیں آنے دیا جائے گا اس بات پر بھی اتفاق ہو گیا ہے
 کہ جمہوری طریقہ سے آزاد انتخابات ۲۰۰۹ء تک کرائے
 جائیں گے، اس الیکشن میں تمام جماعتیں اپنے امیدوار
 کھڑے کر سکتی ہیں، موسم سے اکتیل کی گئی ہے کہ وہ ایسے
 لوگوں کا انتخاب کریں جو ملک کے تین تہوں اور اس کی
 خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں، اس معاہدہ سے صومالیہ کی
 تمام سیاسی اور دینی جماعتوں نے خوشی ظاہر کی ہے اور
 شاہ عبداللہ کا شکر یہ ادا کیا ہے کہ ان کی غیر معمولی دلچسپی
 کی وجہ سے ایک برادر ملک تباہی سے بچ گیا۔

☆ جدہ کے اسلامی ترقیاتی بینک نے سوڈان
 کے صوبہ دارفور کے لیے گیارہ بلین ڈالر کی امداد مہیا
 کرنے کا فیصلہ کیا ہے، بینک کے ڈائریکٹر احمد محمد علی
 اور اس کے ملیشین صدر نے جدہ کی ایک پریس کانفرنس
 میں اس کا اعلان کیا، انہوں نے کہا کہ ایک بلین ڈالر
 قرض حسنہ کے طور پر باقی وہاں کے ترقیاتی منصوبوں پر
 خرچ کیا جائے گا، ذمہ داروں نے بتایا کہ بینک کے
 ماہرین آئندہ ماہ دارفور کا دورہ کر کے وہاں کی بنیادی
 ضرورتوں کا جائزہ لیں گے ان کے بنائے ہوئے
 منصوبوں کے مطابق دس بلین ڈالر خرچ کئے
 جائیں گے، اس امداد کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ غیر ملکی
 عیسائی مشینوں کی سرگرمیوں کو روکا جائے اور دارفور کے
 اندر قدرتی معدنیات اور زرعی اشیاء تیار کی جائیں، بینک
 نے یہ بھی بتایا کہ اب تک اس نے سوڈان کو چار سو بارہ
 بلین ڈالر کی امداد مہیا کی ہے، اس کا بڑا حصہ سڑکوں،
 پلوں اور زرعی و صحتی کارخانوں کی تعمیر پر صرف
 کیا گیا ہے، واضح رہے کہ سوڈان میں چین کے تعاون
 سے تیل ریفاہی کا کارخانہ صرف تین مہینے میں قائم
 کر دیا گیا جو کارڈ ہے، امریکہ اور فرانس کو یہ بات پسند
 نہیں کہ ان کے علاوہ کوئی دوسرا ملک سوڈان پر قبضہ
 جمائے، اس سازش کی بنا پر کنٹینر کے دور حکومت میں
 امریکی طیاروں نے سوڈان کے اس کارخانے پر بمباری

کر کے تباہ کر دیا جہاں دوائیں اور وہ انگلش تیار کئے جاتے تھے جو طبریا کی روک تھام میں کام آتے ہیں اس صورت حال کی وجہ سے دارفور میں طبریا کی وہاں بڑی تباہی مچائی ہے، فرانس اور امریکہ دونوں ہی اس تباہی کا ذمہ دار سوڈانی حکومت کو گردانتے ہیں جب کہ اصل مجرم یہی دونوں ہیں۔

سعودی عربی کا قومی دن

سعودی عرب کے قومی دن پر پوری دنیا کے سربراہوں کی طرف سے عام طور پر اور عالم اسلام کے حکمرانوں اور مسلمانوں کے دینی و تعلیمی مراکز اور جماعتوں کے قائدین اور رہنماؤں کی طرف سے خصوصاً خادم الحرمین الشریفین کو مبارک باد کے پیغام دئے گئے، دنیا بھر میں مملکت کے سفارت خانوں کے زیر اہتمام یہ تقریبات منعقد کی گئیں جن میں ممتاز دینی و علمی اور سیاسی شخصیتوں اور سفارت کاروں کو مدعو کیا گیا، اس موقع پر تقریب میں شہداء نے سعودی عرب کے رہنماؤں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی متوازن اور مدبرانہ اور دانشمندانہ پالیسی کو سراہا گیا اور اس بات کا اعتراف کیا گیا کہ ملک عبدالعزیز نے ایسے موقع پر ملک کی رہنمائی اور قیادت کی جب کہ پورے عالم اسلام پر خلافت کے خاتمہ کے بعد استمحال اور شکست و انتشار کی کیفیت چھائی ہوئی تھی، ایسے نازک حالات میں سعودی عرب نے اپنے مدبر اور دانشمند رہنماؤں کی قیادت میں نہ صرف اسلامی دنیا میں بلکہ پوری دنیا کے سامنے اسلامی مملکت کا صحیح نمونہ پیش کیا۔

ان قائدین نے اپنی تقریروں میں سعودی عرب کے مندرجہ ذیل کارناموں کا خاص طور سے تذکرہ کیا (۱) مملکت نے قیام کے بعد ہی شریعت کے احکامات کی حفیظی میں کوتاہی نہیں کی (۲) شرعی قوانین پر عمل درآمد سے پورے ملک میں امن و امان کا دور دورہ ہو گیا اور تمام قبائل میں اتحاد و یک جہتی پیدا ہو گئی (۳) امن و امان اور اتحاد کی وجہ سے ملک کے عوام کی خوش حالی اور قارغ البالی میں اضافہ ہوا اور سماجی و تہذیبی اور اقتصادی و ثقافتی بنیادوں کو استحکام اور طاقت حاصل ہوئی، بلاشبہ یہ مملکت کا سب سے

بڑا کارنامہ ہے کہ اس نے حرمین شریفین کی توسیع اور تقاضا کرام کی خدمت و مہمان نوازی کا جذبہ پیش کیا وہ لازوال کارناموں میں شمار کیا جائے گا، خصوصاً حج کے شعائر کو پوری دنیا میں ٹیلویشن کے ذریعہ پیش کر کے اسلام کی تعلیمات کو عالمگیر بنانے پر پہنچانے کا غیر معمولی کارنامہ انجام دیا ہے اس کے ساتھ مملکت نے اپنے تعلیمی اداروں اور سماجی و رفائعی خدمات کے ذریعہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی دینی اور علمی خدمت جس بڑے پیمانے پر انجام دینے کی کوشش کی وہ اپنے دور رس نتائج کے اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔

اسلامی تعلیمات کی نشرو اشاعت

مملکت سعودی عرب نے جہاں عکوفی سطح پر پوری دنیا کے مسلمانوں کی سرپرستی اور علمی و تعلیمی میدانوں میں ان کی بھر پور مدد کی وہیں سعودی عرب کے امراء اور اہل غیر حضرات اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے میدان میں پیچھے نہیں رہے، ایسے شخصوں کی تعداد بے شمار ہے، ان میں عباس حسن شریعتی جیسی شخصیت ہے جنہوں نے ۱۹۵۸ء سے مختلف ذرائع سے دین و ملت کی خدمت کا بیڑا اٹھا رکھا ہے، قرآن و حدیث اور دعوت دین کے میدان میں لاکھوں کتابیں انہوں نے اپنے خرچ

أوجز المسالك (شرح مؤطا امام مالک)
حدیث شریف کے شائقین اور تعمیر حیات کے قارئین کو اس اطلاع سے یقیناً بڑی مسرت ہوگی کہ اوجز المسالك کے بیروت ایڈیشن کے بعد اس کی پاکستانی حصول یابی کے لیے ہندوستان سے بھی نہایت اہتمام سے طباعت ہو چکی ہے جس کی قیمت ۳۵۰۰ روپے ہے، اس کے حصول کے لیے مندرجہ پتوں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے:

مرکز الشیخ ابي الحسن النبوی
جامعہ اسلامیہ مظفر پور، اعظم گڑھ (یو پی) موبائل: 9450876465
مکتبہ ندویہ ندوۃ العلماء لکھنؤ، مکتبہ خانہ فیضیہ، دیوبند سہارن پور
مکتبہ مولانا سنجوی سہارن پور

امریکی معاشرہ مشاہدات کے آئینہ میں

..... مسلمان سیم ندوی

لگ جاتے ہیں، امریکہ میں تو لوگوں کو اس بات کی فکر نہیں ہوتی کیونکہ ہر شخص کی انشورنس ہوتی ہے اور خرچ کا بیشتر حصہ انشورنس کبھی دیتی ہے لیکن ہمیں تو یہ خرچ برداشت کرنا تھا، ہم نے لالی سے کہا کہ اسے ابھی تک کسی ڈاکٹر سے دہتی کر لینا چاہئے تھی لیکن اب کیا ہو سکتا تھا؟

ناچار ہم نے ہوش میں اپنے بڑے ڈاکٹر کو فون کیا، اس نے کہا: دوآئی کا نام تو میں بتا دیتا ہوں لیکن بغیر ٹیسٹ کے کوئی دوا دے گا نہیں، ہم نے کہا: ٹیسٹ کیجیج دوا اس نے جو جواب دیا اس سے ہماری حیرانی کی انتہا نہ رہی، اس نے بتایا کہ امریکہ میں ایک ریاست کے رہنے والے ڈاکٹر کا نسخہ صرف ہمایہ ریاست ہی میں چل سکتا ہے، دوسری ریاستوں میں تسلیم نہیں کیا جاتا، یہ موقع بحث کرنے کا نہیں تھا، ہم نے کہا آپ دوآئی، ہوائی جہاز کے ذریعہ بھیج دو، اس نے کہا جب تک دوآئی پہنچے گی حالت اور بھی ابتر ہو جائے گی۔

ہمیں اس صورتحال پر جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، حیرانی ہوئی۔ اس کے باوجود ہضمہ بھی آیا اور آخر میں اپنی بے بسی پر رونا بھی، دنیا کا سب سے امیر ملک ہونے کے باوجود یہاں ہم جیسے غریب شخص کو طبی امداد نہیں مل رہی تھی، اس کے بغیر ہندستان جیسے غریب ملک میں امیر سے امیر شخص بھی کسی بھی سرکاری ہسپتال میں مفت علاج کروا سکتے ہیں، اب ہم پر ظاہر ہوا کہ نہ صرف امیر لوگوں کا بلکہ امیر ملکوں کا بھی دل پتھر کا ہوتا ہے، ایک ملک کے دل کے لئے اتنا بڑا پتھر نہ جانتے یہ لوگ کہاں سے لاتے ہو گئے (ایسے سوال تو بعد میں بھی حل کئے جاسکتے ہیں) اور یہ بھی واضح ہوا کہ سرمایہ داری کی پالیسی اتنی سنگدل اور سنگراخ کیوں ہوتی ہے، ہمیں یک دم ہندوستان بہت بیا راتکے لگے۔ ہم نے آنسو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے، تھوڑی دیر کے بعد احساس ہوا کہ یہ آنسو دیش

اور معیار یورپ کے مقابلہ میں بہت بڑھا ہوا ہے دوسری طرف اس کا خرچ بھی بہت زیادہ ہے، ڈاکٹر اپنے آؤٹ ڈور (OUT DOOR) میں مریض سے صرف اس کے دیکھنے کا معاوضہ معمولی کیس میں بھی ۵۰ سے ۱۰۰ ڈالر تک لے لیتا ہے، پھر طبی امتحانات اور دواؤں کے مصارف اس کے علاوہ ہوتے ہیں جن میں ہسپتال میں صرف ایک ہسٹر حاصل کرنے کی فیس کم از کم ۱۶۰ ڈالر روزانہ ہے، اگر اہتمام و خصوصیات کے ہسپتال ہوئے تو روزانہ تین سو ڈالر لگتے ہیں“ (دومینہ امریکہ میں، صفحہ: ۶۶)

زیندرلو تھر صاحب پر جو قیمتی انہی کے سدا بہار اسلوب میں پڑھے: ”سی ایٹل مہو نچنے کے دو دن بعد ہمارے دائیں پاؤں میں سوجن آگئی اور اس کے ساتھ ہی سخت درد، یہ غالباً گھٹیا کا حملہ تھا، ہمیں یہ بیماری پہلے ہو چکی تھی اس لئے ہم نے فوراً ڈاکٹر کو بلائے تو کہا، لالی نے کہا امریکہ میں ڈاکٹر گھر پر نہیں آتے، ان کے پاس جانا پڑتا ہے اور یہ بڑا جان جو کھم کا کام ہے، سرکاری ہسپتال نام کی کوئی چیز امریکہ میں نایاب ہے، مریض کو پرائیوٹ ہسپتال جانا پڑتا ہے، وہاں بیماری کی تشخیص ہوتی ہے اور پھر ڈاکٹر فیس لے کر ٹیسٹ دیتا ہے، ٹیسٹ کے بغیر کوئی دوا فروش دوا نہیں دیتا، نسخہ حاصل کرنے کے لئے تقریباً دو ڈھائی سو ڈالر یعنی تقریباً تین ہزار روپے

ٹیکساس یا جہنم

” ایک امریکن جنرل شیرڈان SHIRIDAN نے پچھلی صدی میں کہا تھا کہ اگر اس کے پاس ٹیکساس اور جہنم دونوں ہوں تو وہ ٹیکساس چھ کر جہنم میں رہنا پسند کریگا.....“ (ہوائی کولمبس، صفحہ: ۸۶)

اگر یہ بات تیسری دنیا کے کسی دور افتادہ مقام کے لئے کہی جاتی تو قرین قیاس ہوتی لیکن ٹیکساس جس کو زیندرلو تھر صاحب نے ٹیکنالوجی کا شہر لکھا ہے آخر اس پر جہنم کو ترجیح کیونکر دی جاسکتی ہے؟ جنرل شیرڈان کا یہ جملہ دراصل مغربی زندگی کی دشواریوں سے پردہ اٹھاتا ہے، یہ دشواری زندگی کے ہر شعبہ میں ہے یہاں بطور مثال ایک دلچسپ روداد بیان کی جاتی ہے، طب انسانیت کی خدمت کا ہر زمانہ میں بہترین میدان رہا ہے، عیسائی مشنریاں اپنے کام میں اس کو موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہی ہیں، لیکن امریکا میں علاج و معالجہ کس قدر دشوار ہے، اس سلسلہ میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (دامت برکاتہم) کا یہ اقتباس پڑھ لیجئے:

”اس کے ساتھ پریکٹس میں آمدنی بھی بے انتہا ہوتی ہے، ایک ڈاکٹر تین چار ہزار ڈالر ماہوار باسانی حاصل کر لیتا ہے، بس اس سب کا تاوان مریض کو دینا پڑتا ہے، امریکہ میں ایک طرف علاج کے وسائل

جنگی کی وجہ سے نہیں بلکہ ورد کی وجہ سے آرہے تھے، ہم نے لالی سے کہا: ہمیں باہر لے چلو! ہم ڈاکٹروں کے پاس جا کر التجا کریں گے، اگر انھوں نے ہماری بات نہیں مانی تو ہم سٹیہ گرہ کریں گے لیکن اس طرح سوچے ہوئے پاؤں لے کر مرنا ہمیں گوارا نہیں۔

ہم سب لوگ فقیروں کی ایک ٹولی کی طرح چل پڑے، ہم اس ٹولی کے ہیرو تھے، بڑی بڑی مشکل سے لنگڑا لنگڑا کر چل رہے تھے، جہاں بھی گئے ٹکا سا جواب ملا، کئی لوگ تو ہماری طرف ایسے دیکھا کئے جیسے ہمارا دماغ خراب ہو گیا ہو، کئی رحمدل خدا ترس ڈاکٹروں نے ہمیں ”بابا معاف کرو“ کے انداز میں چلتا کر دیا، بالآخر ہم ایک ایسے کلینک پر پہنچے جس میں ایک معصوم سا نوجوان جوڑا بیٹھا ہوا تھا، ہم نے اپنا ماجرا بیان کیا، ”بیاری کے تمام کاغذات دکھائے، سینہ بھاڑ کے دکھانے ہی والے تھے کہ اس لڑکی نے کہا بس بس مجھے آپ پر یقین آ گیا، ایسا مخلص مریض میں نے امریکہ میں آج تک نہیں دیکھا، میں نسخہ لکھ دیتی ہوں، اگلے موڑ پر جو پہلی ڈکان ہے وہاں سے دو اہل جائے گی، یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئی تھوڑی دیر کے بعد مسکراتی ہوئی آئی اور ہمارے ہاتھ میں نسخہ تھما دیا، ہماری حالت واقعی زار لگی ہوئی کیوں کہ اس نے امریکن ہوتے ہوئے بھی ہماری مدد کی اور فیس لینے سے انکار کر دیا“ (ہوائی کولبس، صفحہ: ۹۶-۹۳)

تیس میل دور جلسہ بیس میل دور کھانا

امریکی معاشرہ کا ایک تکلیف دہ پہلو باہمی معاشی تفاوت یا معیار زندگی کا تضاد ہے، ایک طبقہ لاکھوں اور کروڑوں میں کھیلتا ہے تو دوسرا نان شینہ کا محتاج ہے، یہ مغربی تہذیب کے فتوحات کا ایک نچو ہے، کچھ دنوں پہلے ایک رپورٹ آئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ سب سے زیادہ ملینیر یورپین ممالک میں ہیں، اور اس میں اضافہ بھی ہو رہا ہے، لیکن اسی کے ساتھ ایک اور کارڈ بن

رہا ہے اور وہ فقرو افلاس و تنگدستی میں اضافہ، سالانہ لاکھوں بچے فقرو افلاس کی سینیٹ چڑھ جاتے ہیں، ایک تازہ رپورٹ میں یہ بات پیش کی گئی ہے کہ امریکا ”بھوکوں کا شہر“ ہے، جی ہاں! یہ وہی امریکا ہے جو روزانہ ۲۰ ملین ڈالر عوامی غذا پر خرچ کر رہا ہے، اسی معاشی بے راہ روی نے امریکا میں کالوں کی آبادی کو ہجرموں کی آبادی میں تبدیل کر دیا ہے، ایسے معاشرہ اور ماحول میں جب انسانی ضروریات کے حصول کے ذرائع دشوار ہوں تو زندگی کتنی دشوار ہوجاتی ہوگی، اس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں، امریکا میں ضروریات زندگی کی تکمیل کے لئے وہ طبقہ جو برسوں سے روزگار اور ذمی حیثیت ہے ایک شہر سے دوسرے شہر اتنی سرعت سے منتقل ہوتے ہیں کہ لکھنے والوں نے اس کو ”راستہ کا کھیل“ لکھا ہے، لیکن ذرا چشم تصور سے دیکھئے کہ جو نان شینہ کے محتاج ہوں ان کے لئے راستوں کے یہ کھیل موت کا کھیل نہیں تو اور کیا ہے؟ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (دامت برکاتہم) تحریر فرماتے ہیں:

”..... امریکہ میں شہر و مضافات شہر کے فاصلے میلوں کے بجائے منٹوں میں بتائے جاتے ہیں کیونکہ ہر برس کاراڈی کے پاس کار ضرور ہوتی ہے، اس لئے میلوں کی اہمیت باقی نہیں رہتی، اب صرف وہ وقت پیش نظر رکھا جاتا ہے جو بذریعہ کار ان فاصلوں میں صرف ہوتا ہے، اسی لئے یہاں کے لوگ بے تکلف دور دراز پھیلے ہوئے مکانات میں رہائش اختیار کر لیتے ہیں اور باسانی دفتر اور مکان کے درمیان آمد و رفت رکھتے ہیں..... اس خیال کی تصدیق پورے امریکہ کے سفر میں ہوئی اور ہر جگہ طویل فاصلوں سے سابقہ رہا، تیس میل دور جلسہ ہے اور تیس میل دور کھانا ہے پھر تیس میل واپس آنا ہے، یہ راستہ کا کھیل دیکھا.....“ (دومینے امریکہ میں، صفحہ: ۹۵)

فانٹن کا شکنجہ اور پولیس کا ڈنڈا امریکی معاشرہ کی ایک خوبی یہ بیان کی جاتی

ہے کہ ہر شخص اپنے آپ میں ذمہ دار ہوتا ہے اور ملک و ملت کے تئیں اپنی ذمہ داری محسوس کرتا ہے، لیکن حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی (دامت برکاتہم) کی درج ذیل تحریر پڑھنے سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ امریکا میں ڈسپلین اور نظم و نسق کو قائم رکھنے میں ذاتی احساس سے زیادہ بڑا محرک قانون کا شکنجہ اور پولیس کا ڈنڈا ہے، مولانا رقمطراز ہیں:

”۱۰۰ بجے دن میں ہم لوگ ہوٹل سے نکلے، قریب میں ایک زمین دوڑ کار پارکنگ سینٹر سے انہوں نے کار نکالی..... وہ بتانے لگے کہ اس کار پارکنگ کے لئے ان کو ماہانہ ۳۰ ڈالر دینے پڑتے ہیں لیکن چونکہ پارکنگ کے لئے جگہ کا مسئلہ لاجل ہے اس لئے یہ خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ امریکہ میں زندگی کو منظم کرنے کے لئے جرموں کا پورا نظام ہے اور وہ کامیاب ہے، مکانات کے سامنے کے حصوں میں صفائی نہ رکھنا، مکان کے لان کی گھاس نہ کاٹنا، مکان سے متعلق فٹ پاتھ سے جاڑوں کی برف نہ بنانا، سڑک پر غلط یا ممنوع جگہ پر موٹر کھڑا کرنا، سڑک پر مقررہ رفتار سے زیادہ یا کم رفتار میں چلانا یا کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے پڑوسیوں کو یا دوسروں کو تکلیف یا پریشانی ہو، وہ باتیں ہیں جن سے لوگوں کو باز رکھنا اور خلاف ورزی پر سزا دینا کارپوریشن کا انتظامیہ اپنا فرض سمجھتا ہے اور اس کی طرف سے ان غلط کاریوں سے باز رکھنے کے لئے مالی تادان بنی سب سے موثر ذریعہ ہے، مکان کے سامنے لان کا صاف رکھنا، گھاس کو برابر اور مقبول رکھنا تو ایسا کام ہے کہ توقع کی جاتی ہے کہ مکان کا کس خود کرے گا، نہ کرنے پر شہر کا انتظامیہ خود آ کر کر دیتا ہے اور مصارف کا بل بھیج دیتا ہے جو کہ یقیناً اس سے زیادہ ہوتے ہیں جتنے کہ اس کے خود اس کام کے کرنے پر ہوتے، اسی لئے لوگ اس سے بچتے ہیں اور شکایت کا موقع نہیں دیتے، بقیر دوسری کوتاہیوں پر پولیس آ کر

نکٹ دے جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دفتر آ کر نجر ماندا کر دوردہ عدالت میں پیش ہو کر مقدمہ لڑو، کالے لوگوں سے انتظامیہ کی حد تک مایوس یا مجبور رہتا ہے، عدا کوتاہی کرتا ہے، چنانچہ ان کے محلے ہمارے مشرقی ملکوں کے علاقے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں“ (دومینے امریکہ میں، صفحہ: ۲۲۱)

عدالت کی چستی اور اس کا غلط استعمال

جب احساس ذمہ داری کی تخم ریزی قلب و ضمیر میں نہیں ہوتی بلکہ عقل و مصلحت سے اس کا ضمیر اٹھتا ہے تو پھر کبھی کبھی یہی قانون نوازی اور احساس ذمہ داری وبال جان بن جاتی ہے، اور لوگ قانون کا استعمال قانونی طور پر کرتے ہیں، مولانا تحریر فرماتے ہیں:

”عدالت کی چستی اور افادیت سے لوگ غلط فائدہ بھی اٹھاتے ہیں، کسی کو کسی سے ضرر پہنچ جائے تو وہ فوراً عدالت کے ذریعہ تاوان وصول کر لیتا ہے، تاوان کی مقدار اس کی وکالت پر منحصر کہ وہ اپنے نقصان کو کتنا بڑا ثابت کر سکتا ہے، کسی کی موٹر دوسرے کی موٹر سے ٹکرا جائے یا اس سے کسی آدمی کو چوٹ یا دھکا لگ جائے، بس اس دھکا لگا دینے والے پر آفت آئی، دھکا کھانے والا یہ بھی دعویٰ کر سکتا ہے کہ میرے دماغ میں اندرونی چوٹ آئی جس سے مجھ کو فلاں نقصان ہوا اور جس کی تلافی کے لئے اتنی رقم کی ضرورت پڑے گی، یا یہ کہ دھکے کا اثر میرے دل پر پڑا اس کی تلافی رقم کی فلاں مقدار سے ہوگی.....“

ابھی حال میں لندن کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ ایک عورت کے ہونٹ ایک حادثہ میں کٹ جانے کی وجہ سے اس کو پلاسٹک سرجری کرانا پڑی، ہونٹ کے اپنی جس سے محروم ہو جانے کی تلافی میں عدالت نے اس کو تقریباً دس ہزار پونڈ کا معاوضہ مدعی علیہ سے دلویا، اسی طرح ایک لڑکی کے کمر میں ایک حادثہ کے نتیجہ میں گھساؤ کا نشان پڑ جانے کی وجہ اس کے اپنے

حصہ جسم کی پردہ پوشی پر مجبور ہو جانے کی تلافی کے طور پر کئی سو پونڈ کا معاوضہ دلایا، اور یہ لینے اور دینے کا معاملہ صرف عدالت اور قانون کے اثر سے ہے ورنہ کوئی خوش دلی سے کسی کی رعایت کا تاکل نہیں، خواہش کے مطابق نہ ہو تو کوئی کتنا ہی ضرورت مند ہو دوسرا اس کو نظر انداز کرتا ہوا گذر جائے گا کہ کون جھگڑے میں پڑے، اس سب کو پولیس کی ذمہ داری سمجھا جاتا ہے“ (دومینے امریکہ میں، صفحہ: ۲۵۵)

خوش اخلاقی اور محنت و جفاکشی

مغربی تہذیب کے تذکرہ میں دو بات مسلمات کے طور پر پیش کی جاتی ہیں: ایک ظاہری خوش اخلاقی اور دوسری ان کی محنت و ایمانداری، اول الذکر کے بارہ میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (دامت برکاتہم) رقمطراز ہیں:

”امریکی زندگی کی بے تکلفی اور امریکی تمدن کی سطح ایک ہی جیسی ہے، امریکی لوگ چونکہ بعض دوسری قوموں کی طرح احساس برتری کے کچھ زیادہ مرلیض نہیں ہیں اس لئے وہ آسانی بے تکلف ہو جاتے ہیں، تمدنی آداب برتتے ہیں اور اسی طرح کے آداب قبول بھی کرتے ہیں اس لئے آدمی کو ان سے بے انتہائی کا شکوہ نہیں ہوتا، امریکیوں کے اس رویہ میں غالباً دو باتوں کو زیادہ دخل ہے ایک تو یہ کہ یہ تاجر اور کاروباری قوم ہے، تاجر کو اپنے گاہکوں کو مانوس کرنا پڑتا ہے اور وہ استغناء اور غالی رکھ رکھاؤ کے رویہ کو اختیار نہیں کر سکتا، دوسرے یہ کہ امریکی قوم صرف ایک قوم نہیں بلکہ وہ متعدد اور مختلف اظہار قوموں سے مل کر بنی ہے، اس میں ایک طرف انگلستان کی نسل کے لوگ ہیں تو دوسری طرف یورپ کے دیگر ملکوں کے لوگ بھی ہیں مثلاً فرانس، اٹلی، اسپین وغیرہ، تیسری طرف اس میں افریقی نسلوں کی بھی ایک خاصی تعداد ہے اور ان ہی کے ساتھ میکسیکو کے بھی، جو کہ اس کی جنوبی سرحد سے ملا ہوا ہے، بکثرت باشندے یہاں آ کر بسے ہیں اور اصل آبادی

میں مل جل گئے ہیں، اگر یہاں کے لوگوں میں استغناء اور بے تو جہی بڑھی ہوگی ہوتی تو ان سب کا اتحاد قائم نہیں ہو سکتا تھا، اسی لئے یہاں کی اندرونی سیاست اور اجتماعی زندگی میں اور اجتماعی زندگی میں پوری جمہوریت اور بے تکلفی ہے، دستور میں رہتے ہوئے جس کا جو جی چاہے کرے بس دوسرے کو اپنے رویہ سے ایذا نہ پہنچائے، اگر کسی شخص کے رویہ سے دوسرے شخص کو ذیبت پہنچتی ہے یا کوئی شخص دوسرے شخص کے کسی مذہبی معاملہ پر اعتراض کرتا ہے تو وہ قانونی طور پر قابل گرفت قرار پائے گا، نتیجہ امریکی قوم میں ظاہری خوش اخلاقی کا ایک مزاج بن گیا ہے.....“ (دومینے امریکہ میں: ۵۸)

محنت و جفاکشی کے سلسلہ محترمی خواجہ تحریر فرماتے ہیں:

”امریکہ کی عام EFFICIENCY کے بارے میں مجھے اور لوگوں کو مجموعی طور پر کافی خوش فہمی ہے، لیکن بعض دفعہ ایسے تجربے ہوتے ہیں کہ اس میں شک ہونے لگتا ہے، مثلاً بعض دفاتر میں میں نے خاصی سہل انگاری دیکھی، خصوصاً مقررہ وقت سے باہر یا مقررہ مقدار سے زیادہ ہاتھ کا کام کرنے کے بارے میں، مثلاً WEEK END پر کسی کام کا ہونا بہت مشکل ہے، چھٹی تو چھٹی ہے، اس میں کام کرنے کا کیا مطلب؟ اچھی ٹائپسٹ اور سکرٹری بہت مشکل سے ملتی ہیں، انٹرنیٹ ٹیوٹ کے ذریعہ ویس کھ کھٹی رپورٹ کی مزید کاپیاں ٹائپ کرانی تھیں (یہ یوتھ ٹیٹل سروس کمیٹی کی رپورٹ ہے) تین دن اسی بحث میں صرف ہوئے کہ ان پندرہ سولہ مضمون کا ٹیکس لیا جائے یا انھیں چھپوایا جائے یا ٹائپ کرایا جائے اور کرے تو کون کرے؟ سچ میں تین دن کی چٹھیاں تھیں..... تو دفتر کے کام میں کیسے آئیں؟ (۳۳۲)

--- (جاری)

☆☆☆☆☆

مسلمانوں کے خلاف عالمی طاقتوں کی جارحیت

ایشیہ احمدی

کوہن واپس بلائے۔ ”مزید ایک ڈالر بھی نہیں اور نہ ہی ایک موت۔“ امریکہ عراق سے نکلے ایران سے جنگ نہ کرے، ”صحت عامہ کے لیے فٹوز کی ضرورت نہ کی جنگ کے لیے“ نوکر یاں اور انصاف کی طرف توجہ کی ضرورت“ وغیرہ۔

یہ عجیب الیہ ہے اور آنکھوں کو کھول دینے والی حقیقت ہے کہ امریکہ جو تہذیب حاضر کی خیرہ کن چکا چونڈ سے پورے عالم کو متاثر کر رہا ہے اس کے ملک میں انصاف، حقوق، اور آزادی کا جنازہ نکل چکا ہے، وہ امریکہ جو انصاف و حقیقت پسندی برتی، علمی مواقع اور فراہمی روزگار کا سب سے بڑا ترقیب بنا ہے جو عالمی تجارت پر **Globlisation** اور دیگر جتنکندوں سے چھایا رہتا ہے ترقی پذیر پیمانہ دھریب ممالک کے سامنے ان کی تجارتوں اور منڈیوں کے مادی فوائد اٹھانے کے لیے نت نئی اسکیمیں پیش کرتا رہتا ہے خود اس کے ملک میں عوام کس قدر پریشان و غلوم ہیں، انصاف و روزگار کے لیے در بدر بھٹک رہے ہیں انہیں انصاف نہیں مل رہا ہے اس سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ بڑے پیمانے پر امریکہ میں حقوق کی پامالی ہو رہی ہے عوام کی صحت کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے، آخر عوام کو صحت عامہ کے سیکٹر میں بار بار بجٹ کا مطالبہ کیوں کرنا پڑ رہا ہے؟

امریکہ اس وقت دنیا کا واحد سپر پاور ہے جب روس اور امریکہ دونوں ہی سپر پاور تھے تو طاقت کا ایک توازن قائم تھا دنیا کے ترقی پذیر اور پیمانہ ملکوں سے رابطہ بنانے اور انہیں اپنا ہمنوا بنانے کے لیے دونوں ہی آگے بڑھتے تھے اسی طرح کسی ملک سے تعلقات بگاڑنے کا بھی ایک معیار قائم تھا لیکن روس کے سقوط کے بعد طاقت کا توازن بگاڑ گیا اور امریکہ دنیا کا ایسا سپر پاور بن بیٹھا جو یورپی دنیا میں اپنا قانون اپنا کچر

ان کا تسلط قائم ہے جو مکمل انتشار کا سبب بنا ہوا ہے، نیز ان کے وجود غیر مسود کی وجہ سے عراق میں اب بھی اسی طرح بدنامی کا راج ہے جیسا پہلے تھا، ان کے وجود ہی کی وجہ سے انتشار پیدا کرنے والی قوتیں اب بھی ان علاقوں میں موجود ہیں جو امریکی افواج کو کسی طرح الجھائے رکھنا چاہتی ہیں تاکہ امریکہ اور اس کی افواج کسی دوسرے ملک کو ہدف بنانے سے باز رہیں، شاید اسی بات کی طرف عراق کے وزیر اعظم نوری المالکی اشارہ کرنا چاہ رہے تھے مگر انہوں نے گریز کیا۔

یہ حالات سب اپنی جگہ پر لیکن صدر بش اپنی ہٹ دھرمی پر پہلے کی طرح ہی قائم ہیں، عراق کی جنگ کے لیے انہیں مزید بجٹ درکار ہے، جبکہ دوسری طرف اس جنگ کو فوراً ختم کرنے کے لیے امریکہ کے درجنوں شہروں میں زبردست مظاہرہ ہوا واضح رہے کہ یہ مظاہرہ ”عمل کا قومی دن“ کے نام سے **United for peace and Justice Coalition (UPAJ)** کی سرپرستی میں منعقد کیا گیا جس میں بوسٹن، نیواورلین، شکاگو اور انس

انجلس کے لوگوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی، یہ مظاہرہ عراق پر حملہ کرنے کی امریکی سینٹ کی توثیقی رائے وہی کی پانچویں برسی کے موقع پر منعقد کیا گیا، شکاگو میں ہزاروں لوگوں نے جنگ کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا، مظاہرین اپنے ہاتھوں میں تختیاں لئے ہوئے تھے جن پر کچھ اس طرح کی عبارتیں لکھی ہوئی تھیں، ”نورا جنگ ختم کیجئے اور فوج

قوی اور عالم خیزوں کا جنازہ لینے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کے بارے میں خبریں اب تک افسوسناک ہی ہیں، عراق و فلسطین میں اب بھی قتل و غارتگری کا بازار گرم ہے، ایران، شام، سعودی عرب، فلسطین، عراق، افغانستان، پاکستان حسب سابق مغربی طاقتوں کے ترنڈ میں ہیں اور یہودیوں کی سازشوں نیز ان کی خباثوں کا شکار ہو رہے ہیں، سوڈان میں صوبہ دارفر کی جنگ کے علاوہ شمال اور جنوب سوڈان جن میں دو سال قبل ایک امن معاہدہ ہوا تھا ایک بار پھر ایک دوسرے سے تیرہ ماہ ہونے کے لیے تیار ہیں یاد رہے کہ دارفر میں ایک اندازہ کے مطابق ۲۰۰،۰۰۰ لوگوں کی اموات ہوئی جبکہ شمالی اور جنوبی سوڈان کی جنگ میں اس سے سات گنا زیادہ لوگوں کے مرنے کا اندازہ کیا جاتا ہے ایسے وقت میں جب لیبیا میں صوبہ دارفر کے بارے میں امن کی بات چیت شروع ہو رہی ہے شمالی اور جنوبی سوڈانی لیڈران میں اختلاف اور حکومت کے اتحاد کا منتشر ہونا باعث تشویش ہے۔

عراق میں اب بھی لڑائی جاری ہے سیکڑوں لوگ روزانہ بموں اور گولیوں کا نشانہ بن کر خاک و خون کی دہیز چادر اوڑھے موت کی ابدی نیند سو جاتے ہیں، مگر چہ امریکی افواج نے صوبہ کربلا کو عراق کے حوالہ کر دیا اور اسی طرح عراق کے ۱۸ صوبوں میں سے سات دیگر صوبوں کو امریکی افواج عراق کی مقامی فوجیوں کے حوالہ کر چکی ہے لیکن ایسے عراق پر اب بھی

Mindset نام لگایا جاتا ہے۔

اس کے نظریات اور پالیسیوں سے متعلق اس کے خلاف جنگ کے لیے نئی چالیں اور سازشیں رچتا ہے، اس کے خلاف قرارداد منظور کر کے انہیں قسم قسم کے ظلم و ستم کا نشانہ بناتا ہے، لیبیا، فلسطین، ایران، افغانستان، شام، وغیرہ اس کی زندہ مثالیں ہیں، آزادی و حقوق کے یہ متوالے دوسروں کو حقوق دلانا اور آزاد کرانے کا نعرہ لگاتے ہیں لیکن خود ان کے ملک میں لوگ غلام اور غیر محفوظ ہیں، حقوق کی علی الاطلاق پامالی ہو رہی ہے، نسلی تعصب فروغ پا رہا ہے، عوام کے جذبات کو بے جا بے نیچے کچلا جا رہا ہے لیکن انہیں اس کی قطعاً خبر نہیں ہے یا د رکھتے کہ عوام کے جذبات کا خیال نہ کرنا، قانون کی بالادستی کو ختم کر کے اپنی من مانی کرنا نیز جاہلانہ پالیسیوں کو جبراً نافذ کرنے کا نام Dictatorship ہے شاید یہ تعریف صدر بٹش پر مکمل صادق آتی ہے۔

صدر بٹش کی وجوہات کی بناء پر آج کل پریشان ہیں سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ الیکشن قریب ہے، صدر بٹش کا دور صدارت اپنی آخری سانس لے رہا ہے، ان کی مقبولیت کا گراف بہت نیچے آ گیا ہے انہوں نے اپنی منہ اور متعصبانہ پالیسیوں کی وجہ سے دنیا کے کئی ملکوں کو جنگ کے جہنم میں پھینک دیا ہے، عراق، افغانستان، پاکستان کی اندرونی بد امنی، فلسطین کی بگڑتی ہوئی صورتحال، لبنان میں بد امنی، شام و ایران کی سیاست میں پھیل سب امریکہ کی جانبدارانہ پالیسیوں کی واضح دلیل پیش کرتی ہیں، اپنی مقبولیت کو بحال کرنے کے لیے ہی انہوں نے امریکہ کے اسلحہ سینٹر پر وہ تقریر پیش کی جس کو انہوں نے پوری دنیا میں پھیلا کر اپنی مجروح و مہتم شخصیت کو

دوست کرنے کی تاکام کوشش کی۔

مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک صدر بٹش کی ہواں (آئین) کے باہر ان پالیسیوں سے عاجز آ کر اپنے اتحاد کو از سر نو زندہ کر رہے ہیں، اسلامی مسائل نیز ایک دوسرے کے تعاون کے لیے عرب لیگ کے پلیٹ فارم پر نیک جوش و جذبہ کے ساتھ اکٹھا ہو رہے ہیں، ان کا یہ عمل امریکہ کو ناپسند کرنے کی واضح دلیل ہے اس لیے امریکہ نے ایک بار پھر ان کے شیرازہ کو منتشر کر کے اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کی ہے، خاص طور پر ایران کے خلاف اس نے اپنے حلیف ممالک (خصوصاً شرق اوسط کے) کی تائید حاصل کرنے کے لیے اس کی ایک کھپ امریکہ، مصر، اردن، سعودی، قطر، بحرین، عمان، UAE کو دینے کا وعدہ کیا ہے، اس کی یہ کھپ کئی قسطوں میں دی جائے گی اس کا بیشتر حصہ یعنی ۲۰ بلین ڈالر اسرائیل کو ملے گا، ۱۳ بلین ڈالر مصر اور اردن کو اور ۲ بلین ڈالر میں سعودی عرب، قطر، بحرین، عمان اور UAE شامل ہیں۔

امریکہ ایک طرف شرق اوسط کے اسلامی ممالک سے رابطہ بنانے کی کوشش کر رہا ہے تو دوسری طرف فلسطین کو پوری طرح تقسیم کرنے کے لیے اسرائیل و امریکہ دونوں ہی نیچوں و مضطرب ہیں، حماس و الفتح کے درمیان افتراق و انتشار کی دیواریں کھڑی کرنے میں وہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہو گئے ہیں، بس صرف دیواروں پر چھت ڈالنا باقی ہے، یعنی الفتح کی قیادت میں باقاعدہ ایک حکومت جو با اختیار ہو اور ہر قول و فعل میں ان کی ہمنوا ہو، کا قیام اب تک باقی ہے، اس مقصد کے لیے ایجوڈا ولرٹ اور محمود عباس ساز باز کر کے علی اور سیاسی طور پر کوشاں ہیں اور اصرار کئے و تزار اس اس منوں عمل کے لیے رائے عامہ ہموار کرتی ہیں اور علاقہ کا وہ اسی لیے بار بار دورہ

کرتی ہیں، اللہ کرے ان کی کوششیں تاکام

ایران، شام اور سعودی عرب کا بیڑا ہوا سوخ اسرائیل اور امریکہ کے لیے بے چینی کا سبب بنا ہوا ہے اس لیے وہ اس کوشش میں ہیں کہ پورے خطہ کو مختلف بنیادوں پر تقسیم کر دیا جائے اس کے لیے وہ برابر جواز اور سیاسی Horse-Trading کر رہے ہیں۔ ایران پر امریکہ کا بیڑا ہوا دہانہ نیوکلیائی اسلحہ کی افزودگی کو روکنے کے لیے ایران پر امریکہ اور یورپی یونین کا دباؤ بیڑا چلا جا رہا ہے، حال ہی میں امریکہ نے ایران کے خلاف سخت ظالمانہ قراردادیں پاس کی ہیں جس کی وجہ سے تہران اور واشنگٹن کے درمیان تعلقات میں مزید کشیدگی پیدا ہو گئی ہے، مگر ایران کا دعوئی ہے کہ سابقہ قراردادوں کی مانند ان کا بھی حشر تاکامی ہے The Hindu لکھتا ہے کہ "ایران کی وزارت خارجہ کے ترجمان محمد علی حسینی کا کہنا تھا کہ معزز ایرانی قوم اور اس کے قانونی اداروں کے خلاف امریکہ کی معاندانہ پالیسیاں عالمی قانون کے مخالف ہیں ان قراردادوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں اور انہیں ماضی کی قراردادوں کی مانند تاکام ہونا ہے" انہوں نے بٹش انتظامیہ کی طرف سے لگائے جانے والے اس الزام کو کہ وہ عراق میں شیعہ انتہا پسندوں کو اسلحہ فراہم کر رہا ہے مسترد بتایا، یاد رہے کہ حال ہی امریکہ نے ایران کے ممتاز افراد کی طرف سے چلائی جانے والی تنظیم Revolutionary Gaurds (انقلابی محافظین) کے خلاف قراردادیں منظور کی ہیں، امریکہ نے اس جماعت کی قدس ڈویژن کو دہشت گرد گردان کر کارروائی کے لیے مختص کر لیا ہے اس ڈویژن پر یہ الزام عائد کیا جا رہا ہے کہ

یہ دوسری جنگوں پر بہت سارے خفیہ کاموں کی ذمہ دار ہے اور یہی Wing لبنان میں حزب اللہ اور شرق اوسط میں دوسرے گروہوں کا تعاون کر رہا ہے، اسلحہ کی افزودگی کے الزام میں، تین جنگوں سمیت ۱۸ افراد اور بہت ساری کمپنیوں کے خلاف قرارداد منظور کی گئی ہے امریکہ کی اس کارروائی پر روسی صدر ولادیمیر پوتن نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے قراردادوں کی سخت مذمت کی ہے اسی طرح چین نے کہا کہ یہ اقدامات تہران کے نیوکلیائی پروگرام کے مسئلہ پر کشیدگی کا اضافہ کریں گے، روسی اثناء امریکہ کے ایک اعلیٰ سفارت کار نے روس اور چین پر ایران کے تعاون کرنے کا الزام عائد کیا ہے، حال ہی میں BBC کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں امریکہ کے نائب سکرٹری ٹولس برنس نے بتایا کہ روس کو ایران میں اسلحہ کی برآمد روکنا چاہئے، اور چین کو ایران میں تجارت پر Investment (سرمایہ کاری) سے باز رہنا چاہئے، ادھر ایرانی حکام کا کہنا ہے کہ اگر امریکہ اور تہران کے درمیان تعلقات میں کشیدگی بڑھتی گئی تو وہ عراق کے مسئلہ پر دونوں ملکوں کے درمیان ہونے والی بات چیت کو بند کر دیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ واقعی ایران نے امریکہ کے لیے عراق میں بڑی مشکلات پیدا کر دی ہیں، امریکہ عراق میں ایک عجیب گوگو کی حالت میں پھنس گیا ہے، ایسے حالات میں پھنس گیا ہے کہ اس کے لیے جانے رفتن کا اختیار تو بہر حال باقی ہے لیکن پائے ماندن کی کوئی سبیل باقی نہیں ہے، اور امریکہ برابر یہ چاہتا ہے کہ ایران سے بات چیت کر کے عراق کی خانہ جنگی اور انتشار کو روکنے میں مدد حاصل کرے، اس لیے وہ بار بار بڑی بے چینی کے ساتھ بات چیت کی سبیل پر آرہا ہے مگر امریکہ کو عراق میں الجھائے رہنے میں ایران کا فائدہ ہے اس لیے وہ بات چیت کے لیے سخت

شرائط رکھ رہا ہے، یاد رہے کہ اس سلسلہ میں ۲۸ مئی اور ۲۳ جولائی کو بغداد میں دو دور کی بات چیت ہوئی تھی اور ۶ اگست کو تیسرے دور کی بات چیت ہوئی لیکن اب ایرانی وزیر خارجہ کا کہنا ہے کہ امریکہ سے اس شرط پر بات چیت شروع ہوگی کہ وہ عراق اور خطے کے مسائل کے تعلق سے اپنی پالیسی میں واضح تبدیلی لائے، ایرانی وزیر خارجہ نے خبردار کیا ہے کہ ایران اور مغرب کے درمیان نیوکلیائی اسلحوں کے موضوع پر گفتگو کے امکانات اس وقت تک نہایت مضطرب ہیں جب تک کہ مغرب ایران کے دفاعی حقوق کو تسلیم نہ کرے دوسری طرف امریکہ اور اسکے حلفاء کی شرط اول یہ ہے کہ ایران پہلے یورینیم کی افزودگی بند کرے پھر کسی قسم کی گفتگو کا آغاز ہو سکتا ہے، یعنی ہنوز دونوں ملکوں کے درمیان سیاسی تھقل برقرار ہے۔

فلسطینیوں کی اجتماعی تعذیب کا سلسلہ جاری

اسرائیل کے وزیر دفاع ایہود باراک نے غازہ پٹی کے خلاف قراردادیں منظور کی ہیں، یہ قراردادیں اس قدر ظالمانہ ہیں کہ فلسطینی اس کے خلاف چیخ اٹھے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ قراردادیں فلسطینیوں کی اجتماعی تعذیب کے مرادف ہے اسی طرح انسانی حقوق کے میدان میں کام کرنے والی تنظیموں نے بھی اسرائیل کے اس اقدام کی سخت مذمت کی ہے جبکہ اسرائیل اپنی سختی پر جما ہوا ہے اس کا کہنا ہے کہ اس نے غازہ پٹی کو "دشمن کا علاقہ" قرار دے کر اپنے آپ کو اس عالمی قانون سے مستثنیٰ کر لیا ہے جس کی بنیاد پر مقبوضہ علاقوں کی انتظامیہ پر حکومت کی جاتی ہے اور انہیں ضروری اشیاء اور فائدہ عامہ کی چیزیں فراہم کی جاتی ہیں، عالمی قانون کے مختلف دائروں میں دو سال سے اسرائیل کے اس دعویٰ کے خلاف چارہ جوئی کے باوجود اسرائیل اب تک غازہ کا فضائی علاقہ وہاں کی

پانی سپلائی، اور سرحدوں پر مکمل کنٹرول بنائے ہوئے ہے، جبکہ کہنے کے لیے وہ دو سال قبل وہاں سے نکل چکا ہے۔ نئی قراردادوں کے بموجب جنگی کی فراہمی میں کمی کر دی جائے گی اور اسی طرح سے غازہ پٹی کے لیے اسرائیل کی طرف سے ایندھن کی سپلائی میں ۲۸ اکتوبر سے ہی بھاری کمی کر دی گئی ہے، یومیہ ڈیزل کی سپلائی ۳۵۰۰۰۰ سے کم کر کے ۲۰۰۰۰۰ کر دی گئی ہے، اسی طرح پیٹرول کی یومیہ سپلائی ۱۰۵۰۰۰۰ سے کم کر کے صرف ۹۰۰۰۰۰ کر دی گئی ہے، جنگ کی متوقعہ کمی کی پیش نظر فلسطینی بہت پریشان ہیں اور لمبی لمبی قطاروں میں لگ کر تیل کا ذخیرہ اکٹھا کرنا چاہتے ہیں، واضح رہے کہ اسرائیل نے جون میں غازہ پٹی پر حماس کے مکمل کنٹرول کے بعد ہی سخت اقتصادی ناکہ بندی لگا دی تھی، اسرائیل کا یہ جاہلانہ اقدام اس قدر افسوسناک اور حیرت انگیز ہے جس کی مثال موجودہ تاریخ میں نہیں ملتی خود اسرائیل کے ہمنوا اس کے خلاف بول اٹھے ہیں، اقوام متحدہ کے نائب سکرٹری جنرل نے کہا کہ "میں ان پابندیوں میں سہولت لانے کی اور غازہ پٹی سے اقتصادی بیکر بندیوں کو ختم کرنے کی اسرائیل سے اپیل کروں گا، اگرچہ غازہ پٹی میں فاقہ کشی کا راج نہیں لیکن انسانی وسائل کا شدید بحران پایا جاتا ہے (The Hindu)

(Hindu)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دعاے معفرت

مدرسہ اسلامیہ مہین الاسلام قصبہ باہرہ ضلع بارہ بنگلہ کے مہتمم مولانا محمد رفیق ندوی کے شہر محمد ذاکر کا ایسا تک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے سوری ۷ نومبر ۲۰۰۷ء کو انتقال ہو گیا، اللہ تعالیٰ علیہ راجعون، مرحوم صوم و صلوات کے پابند، بااخلاق اور عبادت گزار آدمی تھے، تقاریر سے دعاے معفرت کی درخواست ہے۔

سوال و جواب

مفتی محمد طارق ندوی

اس کے گھر والوں نے کہا تو کیا حقیقہ درست ہوگا؟
جواب: حقیقہ درست ہونے کے لیے صاحب
حقیقہ کی موجودگی ضروری نہیں ہے اگر اس کی غیر
موجودگی میں اس کے گھر والے اس کی طرف سے
حقیقہ کریں تو حقیقہ ہو جائے گا۔

سوال: کیا کسی مسلمان پر بے بنیاد الزامات لگانے
سے اللہ تعالیٰ یہاں باز پرس ہوگی؟
جواب: کسی شخص پر بے بنیاد الزامات لگانا شرعاً
ناجائز اور حرام ہے ایسا کرنے پر گناہ کا مرتکب ہوگا اور
عند اللہ ماخوذ ہوگا۔

سوال: لڑکیوں کو میراث کا حصہ یہ کہہ کر دینا کہ تم
اپنے حصوں کو لے کر بھائیوں کو دینا یہ کیا ہے؟
جواب: میراث میں بھتیجا حصہ لڑکیوں کا ہے وہ ان کا
شرعی حق ہے ان پر کسی قسم کا کوئی دباؤ ڈالنا کہ وہ لینے
کے بعد بھائیوں کو دینے یا جائز نہ ہوگا البتہ وہ اگر اپنی
خوشی سے بھائیوں کو اپنے حصہ میں سے کچھ یا سب
دینے میں تو یہ ان کا اپنا حق ہے شرعاً ممانعت نہ ہوگی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سوال: اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے زکاۃ ادا
کرے اور اس کو اس کی اطلاع نہ دے تو کیا زکاۃ ادا
ہو جائے گی؟
جواب: ایسی صورت میں زکاۃ ادا نہ ہوگی اگر وہ اس
کے بعد اجازت بھی دیدے تب بھی درست نہیں
ہے۔
سوال: اگر کسی نے کسی دوسرے کی طرف سے اس
کو بھیسہ دیا ہے تو کیا اس کی طرف
سے قربانی ہو جائے گی یا نہیں؟
جواب: اگر بھیسہ اجازت کے کسی کی طرف سے قربانی
کر دی تو یہ درست نہ ہوگی؟
سوال: ایک شادی کی تقریب میں شرکت
کے لیے کسی شخص کی طرف سے زکاۃ ادا
کرے اور اس کو اس کی اطلاع نہ دے تو کیا زکاۃ ادا
ہو جائے گی؟
جواب: ایسی صورت میں زکاۃ ادا نہ ہوگی اگر وہ اس
کے بعد اجازت بھی دیدے تب بھی درست نہیں
ہے۔
سوال: نماز عشاء میں شامل ہوا تو پہلی اور دوسری
رکعت چھوٹ گئی، میں پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ
فاتحہ کے بعد کوئی سورہ تلاؤں یا نہیں؟
جواب: جب آپ نماز پوری کریں تو دونوں رکعتوں
میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ ملائیں گے۔
سوال: ایک شخص کا حقیقہ اس کی غیر موجودگی میں

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ مولانا اقبال احمد ندوی (مدظلہ) کی والدہ جو اررحمت میں

مؤرخہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۳ نومبر ۲۰۰۷ء بروز بدھ تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں اس دار فانی سے واد آخرت کی
طرح انتقال کر گئیں۔ اٹالک، ایل، راجھون۔

مرحومہ بیور میں کینسر جیسے موذی مرض کا شکار تھیں، لیکن اس کی تشخیص اور طم بہت بعد میں انتقال سے تقریباً دو ماہ پہلے ہی ہوا تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں اور گھٹا بھٹا رہتا تھا کبھی بہت ہی
شدید درد ہوتا، کبھی ہلکا ہوتا اور کبھی بالکل ختم ہو جاتا لیکن ایک دو روز بعد پھر شروع ہو جاتا تھا، یونانی، ایلو پیتھ اور ہومیو پیتھ وہ ان کے ساتھ ساتھ چلیں، آخر میں بڑی حد تک طبیعت سنبھل گئی
تھی، مگر ان کی ایک پوتی جو دو ماہ سے ان کی خدمت کے لیے کھنڈ میں تھی اور پوری زندگی سے خدمت کرتی رہی، مرض میں افتادہ کچھ کھڑے اور کچھ پڑے ہوئے تھے،
مرحومہ کا انتقال سونے کی حالت میں ہوا، دوا کی خوراک کھا کر لیتیں تو بس لٹتی ہی رہ گئیں، لیکن وقت آخری کلمہ جو ان کی زبان سے نکلا یہ تھا کہ "یا اللہ اب برواشت سے
باہر ہو رہا ہے، یا تو مجھے بالکل اچھا کر دیں یا دنیا سے اٹھالیں" شاید وہ قبولیت کی گمزی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے منہ سے نکلی ہوئی دعا سن لی، اور یوں بڑی آسانی سے ان کی روح جسم
فشری سے چھڑا کر گئی، خدا پتال بچانے کی نوبت آئی اور نہ کوئی تدبیر کرنے کا موقع مل سکا۔

مرحومہ انتہائی بااطلاق ملتہذا غریبوں کی مدد اور نماز روزہ کی پابند خاتون تھیں، اس سال بیماری کی حالت میں انہوں نے باوجود ان کی بدایت کے روزہ نہیں چھوڑا
مرحومہ کی غناز بننا ۱۵ نومبر کو بعد نماز فجر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے محترم جناب مولانا کرم سعید الرحمن صاحب اعظمی ندوی مدظلہ نے بڑھائی، اور ڈالی گنگ کے گنج شہید ان میں ندوہ
کے اساتذہ و علمائے دہلی کے ہزاروں نگاروں کی موجودگی میں تدفین عمل میں آئی، اللہ تعالیٰ مرحومہ کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ فرمائے اور فریق رحمت کرے آمین
پہنہ: کان میں تھیں، بیٹے اور ایک بیٹی حیات میں مرحومہ کے ایک فرزند اقبال احمد ندوی دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فارغ التحصیل اور بیٹا ستا ہیں، اللہ تعالیٰ سماع کان کو سنبھل و ملاحظہ فرمائے

مفسر قرآن مولانا عبدالکریم پارکھی

نقوش و تاثرات

شاہد حسین ندوۃ العلماء لکھنؤ

حضرت مولانا عبدالکریم پارکھی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مفسر قرآن، مقرر و مصنف، پیام انسانیت کے علمبردار، ہمدرد قوم و ملت، صاحب دل و صاحب خیر کامیاب تاجر کے علاوہ ان بے شمار محاسن کے ساتھ یاد کئے جائیں گے جن کا تذکرہ واقف حال اور صاحب علم حضرات اپنے طور پر کریں گے۔

اس حقیر کا مولانا مرحوم کے ساتھ تیس سالہ طویل رفاقت رہی اس طویل عرصہ میں ان کی نئی زندگی کے جو مشاہدات ہیں ان پر روشنی ڈالنے کی کوشش ہوگی، مولانا پارکھی صاحب درو مند دل اور فکر ارجمند رکھتے تھے، امت مسلمہ کو پیش آنے والے مسائل سے وہ برابر باخبر رہتے، ملت کی زبوں حالی کے لیے ہمیشہ فکر مند رہتے اور ان کی صلاح و فلاح کے لیے حکمت عملی اختیار کرنے کی کوشش کرتے اور اس وقت تک چین نہیں لیتے جب تک درپیش مسائل کا کوئی قابل قبول حل نہیں نکلتا آتا، علماء، دانشوران، عہدہ داران و برادران وطن سے برابر رابطہ رکھتے اور ملت اسلامیہ کے بارے میں جو غلط فہمیاں یا سازشیں جاری ہوتیں، ان کی کوشش ہوتی کہ وہ غلط فہمیاں دور ہوں۔

راقم السطور کے نزدیک مولانا کا نمایاں وصف "امت کا فم" تھا جو ان کی تمام فکر و عمل پر غالب تھا، ملت کی ذلت و رسوائی وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ ان کے مددگار کے لیے بے چین ہو جایا کرتے تھے۔

مولانا پارکھی صاحب کی زندگی کا دوسرا نمایاں اور اہم پہلو کسی کو اپنا بڑا تسلیم کرنا تھا، مولانا پارکھی صاحب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی سے بیعت نماز تھے ان کو حضرت مولانا سے علمی

تعلق اور لگاؤ تھا، خاکسار نے حضرت مولانا علی میاں کو بھی مولانا پارکھی صاحب پر اعتماد کرتے اور اپنی مزاحیہ مناسبت کا اظہار کرتے دیکھا ہے، حضرت سے میں نے پارکھی صاحب کو اولاً تو بھی اختلاف کرتے نہیں دیکھا لیکن بھی کوئی بات قابل غور ہوتی تو بھی وہ اس میں وٹن قبول فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات حضرت کے قلب پر منعکس کی ہے، لہذا اسی میں خیر ہے۔

میرے دل میں مولانا پارکھی صاحب کی قدر و منزلت اس وقت اور بڑھی جب حضرت مولانا علی میاں کے وصال کے بعد انہوں نے حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسینی ندوی مدظلہ العالی کو اسی طرح اپنا بڑا تسلیم کر لیا جس طرح وہ حضرت کو سمجھتے تھے، اور آخر تک اس پر قائم رہے۔

باوجودیکہ مولانا پارکھی صاحب کا جنوبی ہند میں ارادت مندوں کا ایک بڑا طبقہ تھا، اپنے درس قرآن اور دعوتی و علمی خدمات کے سبب علاقہ کی معروف شخصیت کے حامل تھے، تاہم مولانا پارکھی صاحب مرحوم ہمیشہ مولانا سید محمد رابع صاحب حسینی ندوی مدظلہ العالی کو اپنا بڑا اور خود کو خود سمجھتے رہے، یہ مناسبت قلبی اور فطرت کا عملی نمونہ تھا۔

مولانا کی خاکساری کی چند اور مثالیں یاد آ رہی ہیں۔ ۱۳-۱۴ سال قبل لکھنؤ کے کرسی بھون میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی سمدارت میں پیام انسانیت کا جلسہ منعقد ہوا تھا جس میں برادران وطن کے علاوہ متعدد وزراء، ذمہ داران کی بڑی تعداد شریک تھی، مولانا پارکھی صاحب کی تقریر حسب معمول بہت شاندار انداز میں شروع ہوئی، سامعین متاثر

ہو رہے تھے کہ ایک نیا قرآن کی آیات سے استفادہ کرتے ہوئے حسین مولانا سے یہ بات کہتے ہوئے کہ گئی، ہم نے دیکھا کہ حضرت مولانا نے اللہ کی سمدارت پر بے چینی سے پہلو ہل رہے ہیں، خاکسار نے جرات سے کام لیتے ہوئے مولانا پارکھی صاحب کے قریب پہنچ کر اشارہ کیا کہ تقریر ختم اور موضوع سے ہٹ کر ہو رہی ہے، مولانا مرحوم نے اس پر فوراً جواب دیا کہ اتنا ہی برداشت نہیں کرتے، جسم میں سے اس وقت دیکھا کہ انہوں نے اس کا ذرا جھکی، اس کے بعد موضوع بدل دیا اور یہ گفتگو کر دی کہ مولانا پارکھی صاحب کی بے چینی اور ان کے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا تسلیم کرنے کا عملی نمونہ تھا، یہ نمونہ ہمیں اللہ ہی عینہ صغیر اوفیٰ اعظم اللہم صلی علیہ وسلم کے ساتھ اپنی تمام مولانا مرحوم سے خاکسار نے سیکھا، انہوں نے اس کا بڑا بڑا کرنا تھا، ایک بار میں نے مولانا سے کہا کہ کیا حضرت معلوم ہے، کیا میں سب سے آسان کام کیا ہے؟ انہوں نے احتضار کیا کہ کیا ہے؟ تم ہی بتاؤ۔

میں نے عرض کیا، دیکھا میں سب سے آسان کا تحقیر و تقریر کرتا ہے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے بے خبر فرمایا، شاہد بھائی اتم نے تو میری ٹھیکیا کھڑی کر دی، تقریباً پچاس سال سے تقریریں کر رہا ہوں ان سب پائی پیچیدہ باتیں لیکن بات تمہاری صحیح ہے۔

دو باتیں اور، آری ہیں وہ، آخر تمہاری بیٹی فرماتے، شاہد بھائی اتم نے کہا، ہاتھ ہمیشہ یاد رہی ہیں اور میں اکثر انہیں اور اتنا ہوں میں نے احتضار کیا وہ کیا حضرت؟

فرمایا، پہلی بات یہ کہ "کہہ پائی تو صرف اللہ کی ہے" اور دوسری "انہیں اتنا حق کی شہاد پر ملنا ہوتا تو ہمیں کچھ نہ ملتا" یہ دو جملے کسی خاص پس منظر میں مدعا جارج کی زبان سے چند سال قبل نکلے تھے جسے طوالت کی وجہ سے یہاں نقل نہیں کیا جا رہا ہے۔

اس کا ایک موقع پر مشاہدہ بھی ہوا، حضرت نے مولانا پارکھی صاحب سال گذشتہ شنت پیار سے

تیار ہو جائے، مدارس کے لوگوں اور دینی کام کرنے والوں کے لیے بڑی فکر مندی فرماتے تھے، ان کی دلی خواہش ہوتی تھی کہ مدارس کے لوگ معاشی طور پر یکسو ہوں گے تو ان سے زیادہ سے زیادہ دینی فیش بہنچ سکتا ہے۔

ایک بار مجھ سے فرمایا! اللہ نہ کرے کوئی نرا یا آزمائش کا وقت آئے لیکن اگر ایسا کبھی ہو تو کسی غریب و پریشان حال کے ہاتھ میں خاموشی سے اتنی کثیر رقم رکھ دو جس کا وہ گمان بھی نہ کر سکتا ہو، پھر دیکھنا اس کے دل سے جو دعائیں نکلیں گی وہ رازیاں نہیں ہوں گی کیونکہ مظلوم اور پریشان حال کی دعا براہ راست عرش تک پہنچتی ہے۔

مولانا مرحوم تقریباً ساٹھ سال تک درس قرآن فرماتے رہے، قرآن کا پیغام اور ترجمہ کو عام کرنے کی فکر فرماتے "لغات القرآن" کی تصنیف متعدد زبانوں (اردو، ہندی، انگریزی، بنگالی، مراٹھی اور گجراتی) وغیرہ میں اسی نیت سے فرمائی تھی کہ عوام کے اندر قرآن ہی عام ہو، لوگ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھیں، اس کے پیغام کو سمجھیں اور عمل کریں اس کے علاوہ تعلیم الحدیث، قوم بیہودہ اور مسلمانوں...

مولانا مرحوم نے زیر پوائنٹ سے زندگی شروع کی تھی، چند مسلسل اور دن رات کی محنت و مشقت سے وہ کہاں تک پہنچے اس کا اندازہ لگانا دشوار ہے، چونکہ انہوں نے غربت و تنگی تھی، لہذا غربت کی زندگی سے بخوبی واقف تھے اور جہاں تک بن پڑتا تھا ایسے لوگوں کی بھر پور مدد فرماتے، اور خوش ہوتے، نہ صرف ناگپور بلکہ پورے ملک میں ان کی ذات سے بے شمار لوگ فیضیاب ہوئے، انہوں کا درد تو تھا ہی دوسرے بھی محروم نہ تھے، میں خود شاہد ہوں کہ ان کی تصانیف لکھوں تو ایک ضخیم کتاب

تیار ہو جائے، مدارس کے لوگوں اور دینی کام کرنے والوں کے لیے بڑی فکر مندی فرماتے تھے، ان کی دلی خواہش ہوتی تھی کہ مدارس کے لوگ معاشی طور پر یکسو ہوں گے تو ان سے زیادہ سے زیادہ دینی فیش بہنچ سکتا ہے۔

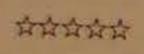
ایک بار مجھ سے فرمایا! اللہ نہ کرے کوئی نرا یا آزمائش کا وقت آئے لیکن اگر ایسا کبھی ہو تو کسی غریب و پریشان حال کے ہاتھ میں خاموشی سے اتنی کثیر رقم رکھ دو جس کا وہ گمان بھی نہ کر سکتا ہو، پھر دیکھنا اس کے دل سے جو دعائیں نکلیں گی وہ رازیاں نہیں ہوں گی کیونکہ مظلوم اور پریشان حال کی دعا براہ راست عرش تک پہنچتی ہے۔

مولانا مرحوم تقریباً ساٹھ سال تک درس قرآن فرماتے رہے، قرآن کا پیغام اور ترجمہ کو عام کرنے کی فکر فرماتے "لغات القرآن" کی تصنیف متعدد زبانوں (اردو، ہندی، انگریزی، بنگالی، مراٹھی اور گجراتی) وغیرہ میں اسی نیت سے فرمائی تھی کہ عوام کے اندر قرآن ہی عام ہو، لوگ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھیں، اس کے پیغام کو سمجھیں اور عمل کریں اس کے علاوہ تعلیم الحدیث، قوم بیہودہ اور مسلمانوں...

مولانا مرحوم نے زیر پوائنٹ سے زندگی شروع کی تھی، چند مسلسل اور دن رات کی محنت و مشقت سے وہ کہاں تک پہنچے اس کا اندازہ لگانا دشوار ہے، چونکہ انہوں نے غربت و تنگی تھی، لہذا غربت کی زندگی سے بخوبی واقف تھے اور جہاں تک بن پڑتا تھا ایسے لوگوں کی بھر پور مدد فرماتے، اور خوش ہوتے، نہ صرف ناگپور بلکہ پورے ملک میں ان کی ذات سے بے شمار لوگ فیضیاب ہوئے، انہوں کا درد تو تھا ہی دوسرے بھی محروم نہ تھے، میں خود شاہد ہوں کہ ان کی تصانیف لکھوں تو ایک ضخیم کتاب

سفر کرتے اور کبھی سفر کا خرچ کسی سے نہ لیتے بلکہ ضرورت مندوں کا تعاون فرمایا کرتے، ہمدردی اور نرم گساری میں یکساں روزگار، ملت کے غم میں راتوں کو رونے والا، بہتوں کو روٹا ہوا چھوڑ کر رخصت ہو گیا، آسمان تیری لہجہ پر شبنم افشانی کرے مولانا کی طویل رفاقت میں مزید دو باتیں مشاہدہ میں آئیں، ایک یہ کہ ان کی تقریر مؤثر اور دل پذیر ہوتی تھی جو ہر طبقہ اور ہر عمر کے لوگوں کو مطمئن کرتی تھی، دوسری یہ کہ عمر کی تفاوت کے باوجود اکرام و احترام حد درجہ فرماتے، حدیث میں آتا ہے "من تواضع لله دفعه الله" اللہ تعالیٰ ان کے اس تواضع اور اعساری کو آخرت میں بلند کی مقام و مرتبہ کا ذریعہ بنائے۔

اللہ تعالیٰ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرمائے ان کے حسرت کو قبول فرمائے اور شہر میں ہم سب کو اپنے محبوب اور پندیدہ بندوں کے ساتھ عرش کے سایہ میں پناہ نصیب فرمائے۔ آمین



شوگر کے مرض سے دائمی نجات کے لئے ایک مؤثر یونانی دوا

رجسٹرڈ نمبر 17476

شوگر آف

چار ماہ مسلسل استعمال سے شوگر کے مرض سے مکمل چھٹکارا۔

اشاکسٹ: **اودہ اسٹور**، امین آباد لکھنؤ

فون: 0522-2614054

تیار کردہ: **آرام فارمیسی، لکھنؤ**

فون: 2248567، موبائل: 9415500247

9936510837

ندوة العلماء کے شب وروز

ترتیب..... محمد جاوید اختر ندوی

۱۱: ۱۱: میں نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ضروری ہے ہر معاشرہ میں ایک ٹیم ایسی ہو جو تصدق فی الدین کے لیے گھریلو چھوڑ کر نکلے اور بحیثیت گھرانہ کو خدا کا خوف دلائے۔

حضرت ذناظم ندوۃ العلماء، مدظلہ کا فکرا انگیز خطاب

۲۹ ریشوال کو دارالعلوم کی مسجد میں میر کارواں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی کا بڑا چشم کشا خطاب۔ حضرت والا کی پوری زندگی اسی وحشت کی سیاحتی میں تیری ہے، ان کے ایک ایک لفظ کے پیچھے نصف صدی سے زمانہ کا تجربہ ہے، حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے خطاب کے آغاز میں فرمایا، انسان اور غیر انسان میں اصل فرق عقل کا ہے، رب کائنات نے انسان کو عقل کی بیش بہا نعمت سے نوازا ہے جس سے وہ ایسے برے کی تمیز کرتا اور اپنے لیے نفع و نقصان کا انتخاب خود کرتا ہے، خدا نے انسان کو علم حاصل کرنے کی صلاحیت دی ہے، آدمی عقل کو استعمال نہ کرے تو علم حاصل نہیں کر سکتا، لیکن یاد رہے کہ عقل سے بھی صحیح رہنمائی اسی وقت مل سکتی ہے جب عقل کا رشتہ وحی الہی سے بڑا ہو، اگر عقل آزاد ہے اور وحی الہی اس کی رہنمائی نہیں کر رہی ہے، تو اس عقل کا کوئی فائدہ نہیں، ہم جس طرح اس پر عمل کریں گے اسی طرح مسلمان اور انسان ہوں گے، مولانا مدظلہ نے فرمایا، دنیا میں نہ معلوم کس قدر مخلوقات ہیں، ایک ہاتھی ہے، ایک شیر ہے، ایک بکری ہے، ان میں کوئی امتیاز نہیں، امتیاز اسی وقت ہے جب ہم وہ علم حاصل کریں جو انسان کو انسان بناتا ہے، وہ علم وحی الہی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، قرآن کی جب پہلی آیت نازل ہوئی تو علم کو وحی الہی سے جوڑ دیا، حضرت مولانا مدظلہ نے علم کے فوائد اور وحی الہی سے اس کا رشتہ طلبائے

مولانا نے اپنی عمر عزیز کا پورا حصہ درس و تدریس اور تصنیف و تحقیق میں گزارا ہے، اور اب بھی اسی میدان میں اپنی قیمتی خدمات انجام دے رہے ہیں، مولانا کا خطاب بڑا سبق آموز اور واقعات و حقائق پر مبنی تھا، انہوں نے اپنی زندگی کے ابتدائی حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے طلبہ کو نصیحت کی کہ علم دین سے وابستگی ایک عظیم ذمہ داری اور مقبولیت عند اللہ کی بات ہے، شروع شروع میں اس راہ میں بڑے مصائب و مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، مگر جو اس کو عبور کر لیتا اور پورے اخلاص و یقین کا مل کیساتھ رب ذوالجلال پر اعتماد کر کے اسی کو اپنا مقصد حیات بنا لیتا ہے، تو خدا اس کی وہاں سے مدد کرتا ہے، جہاں سے ان کو گمان بھی نہیں ہوتا، اور کامیابی بہر حال اسی میں ہے۔

تیسرا بڑا مقرر خطاب جناب مولانا سید سلمان حسینی ندوی وکیل کلیدیہ الشریعہ و اصول الدین کا ہوا، مولانا مدظلہ کا خطاب بڑا مدلل اور بصیرت افروز تھا، طلبہ کو انہوں نے بڑی قیمتی اور انمول نصیحتیں کیں، مولانا نے پُر سوز خطاب کا ماہصل یہ تھا کہ دنیا کی ساری مخلوقات اشرف المخلوقات یعنی انسان کے لیے پیدا کی گئی ہیں، اور انسان خدا کی طاعت و بندگی، ان کے احکامات کو بجالانے اور ان کے رسول کی نیابت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اب اگر انسان اپنے اس بنیادی فریضہ کو چھوڑ دے تو اس سے بڑھ کر احسان فراموشی، اور ناعاقبت اندیشی اور کچھ نہیں ہو سکتی، آج اس مقصد تخلیق کو بڑی حد تک طلبہ علوم دین اپنائے

دارالعلوم ندوۃ العلماء تعطیل کلاں کے بعد حسب معمول اس سال بھی ریشوال کو کھل گیا، طلبہ جو حق درجوع آنے لگے، داخلے کی کارروائیاں دو ہفتے جاری رہ کر ۲۱ ریشوال کو باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہو گیا، قدیم و جدید طلبہ اپنی علمی مشغولیوں میں شہک ہو گئے، اس طرح رمضان المبارک کی تعطیل کے بعد ایک بار پھر میخانہ کا نظام پھل پڑا، اور تفتہ کا مان علم و ادب اپنے جیب و دامن کو بھرنے میں لگن ہو گئے۔

تربیتی کیمپ

تعلیمی سال کے آغاز میں دارالعلوم کی عظیم الشان وسیع و عریض مسجد میں طلبہ کا تربیتی کیمپ منعقد ہوتا ہے، جس میں طالبان علوم نبوت سے ذمہ داران و اساتذہ دارالعلوم خطاب کرتے اور ان کو اس راہ کی دشواریوں سے آگاہ اور کامیاب و پامراد اصولوں پر گامزن ہونے کی تلقین کرتے ہیں، سال رواں اس تربیتی کیمپ کا افتتاح دارالعلوم کے موقر استاذ حدیث مولانا عبدالقادر صاحب ندوی کے خطاب سے ہوا، مولانا محترم نے طلبہ کو علم دین کے لیے ان کا انتخاب، اور پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء ان کی آمد پر مبارک باد دی اور فرمایا کہ خدائی فیصلہ کے تحت آپ یہاں آئے ہیں اب آپ اس کو بالکل درست کر دکھائیے، یہ علم دین و دنیا دونوں جگہ سرخروئی و عزت کا باعث ہے۔

دوسرا خطاب ۲۱ ریشوال کو جامعہ اسلامیہ مظفر پور اعظم گڑھ کے بانی سرپرست اور ندوۃ العلماء کی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا تقی الدین صاحب ندوی کا ہوا،

علوم دینیہ کی اہمیت اور ان کی ذمہ داریوں پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مدارس ہم کو ایسا علم دیتے ہیں جو ہم کو مسلمان رکھے، اور وحی الہی سے ہمارا رشتہ نہ ٹوٹے، ہم جب اپنے مدارس کا جائزہ لیتے ہیں تو بہت افسوس ہوتا ہے کہ ان کی زندگیوں قرآن وحدیث اور وحی الہی سے جڑی ہوئی نہیں ہیں وہ ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے، اور جو ضرورت محسوس کرتے ہیں وہ بھی پوری طرح عمل نہیں کرتے، مدارس میں دل و دماغ دونوں کو مسلمانوں کی جاتا ہے، طلبہ کو چاہئے کہ وہ اپنا جائزہ لیتے رہیں کہ وہ کس قدر قرآن وحدیث کی تعلیمات سے جڑے ہوئے ہیں۔

طلبہ کو یہ بھی سوچتے رہنا چاہئے کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں، یہاں آنے کا مقصد کیا ہے، ورنہ سال گزر جائے گا اور آپ کو احساس بھی نہ ہوگا کہ یہاں کیوں آئے اور کیا لے کر جا رہے ہیں، مہتمم دارالعلوم جناب مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن صاحب اعظمی ندوی (مدظلہ)، معتمد تعلیم ندوۃ العلماء جناب مولانا محمد واضح رشید صاحب ندوی (مدظلہ) اور اساتذہ کے علاوہ جمیع طلبہ دارالعلوم نے شرکت کی۔

درس بخاری شریف کا آغاز

سال رواں بخاری شریف کے درس کا افتتاح جناب مولانا تقی الدین صاحب ندوی کے ذریعہ عمل میں آیا، مولانا نے دو روز طلبہ کو حدیث کی اس عظیم کتاب کا درس دیا اور امام بخاری کا مقام، ان کی کتاب کی مقبولیت و عظمت و جلالت شان کو مدعا ثانیہ انداز میں بیان کیا، نیز بخاری کے تراجم اور اس پر لکھی گئی کتابوں پر حاکمانہ گفتگو فرمائی۔

زواق حبیب کا افتتاح

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں سال بہ سال طلبہ کا

اضافہ ہو رہا ہے، ہر سال بڑی تعداد میں جدید طلبہ کی درخواستیں جگہ کی قلت کی وجہ سے منظور ہوتی ہیں اور اصرار رہائش و درجات کے لیے عمارت کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، خدا کا شکر ہے کہ حضرت مولانا سید محمد رفیع حسنی ندوی دامت برکاتہم کی سرپرستی و رہنمائی میں یہ بین الاقوامی ادارہ بحسن و خوبی منزل مقصود کی طرف گامزن ہے، ابھی دو سال قبل رواق سلیمانی کی تکمیل کی گئی، اور طلبہ کو اس میں رہائش دی گئی، اس کے بعد بھی ایک دارالاقامہ کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس ہو رہی تھی، الحمد للہ رواق حبیب کے نام سے ایک تین منزلہ دارالاقامہ ایک سال سے کم کی مدت میں تیار ہو کر طالبان علوم نبوت کے لیے مہیا ہو گیا، جس میں کل ۳۹ کمرے ہیں، حضرت ناظم ندوۃ العلماء کے ہاتھوں ایک مختصر تقریب میں اس کا افتتاح ہوا، جس میں معتمد تعلیم ندوۃ العلماء جناب مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی اور مہتمم دارالعلوم جناب مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی کے علاوہ اساتذہ و طلبہ نے شرکت کی، حضرت ناظم صاحب مدظلہ نے اس موقع پر فرمایا کہ نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی ہندوستان کی ممتاز صاحب علم اور صاحب وجاہت شخصیت گزری ہے، وہ مملکت حیدرآباد کے امور دینی کے صدر بھی رہے اور نواب صاحب حیدرآباد کے معتمد بھی رہے، وہ ندوۃ العلماء کے بڑے سرگرم اور فعال محسنین میں تھے، ندوہ کے سالانہ جلسوں کے منعقد کرنے میں انکا بڑا قابل قدر کردار ہوتا تھا، ان کو اس تحریک کی تعمیر و ترقی کی ہر وقت فکر دامن گیر رہتی تھی، یہ دارالاقامہ ان کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے، تاکہ آئندہ نسل ان کے نام اور کام کو یاد رکھے، اور ان کے جلانے ہوئے شمع کو تیز سے تیز تر کرے، حضرت مولانا نبی کی دعا پر یہ تقریب انتہام کو پہنچی۔

بہارِ نبوی

(بقیہ صفحہ ۱۸/۱۷)

بائیں طور کہ اندر روح نام کی کوئی چیز نہیں اور زندگی کا نہیں گزرتی۔

والدین کس طرح بچپن ہی سے اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں اس کے لیے قرآن نے ہمارے سامنے ایک مثال بیان کی ہے، والدین کی یہ محبت، شفقت و مہربانی کا اعلیٰ ترین مقام اور بلند ترین منزل ہے، فرمایا: **وَإِخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِيلِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَخُلِ رَبَّ رِزْقَهُمَا** (الاسراء: ۲۴)

اللہ عزوجل والدین پر جو رحمت فرماتا ہے اس کو والدین کی اپنے اولاد پر رحمت و شفقت کے مشابہت قرآن یہاں قرار دیتا ہے، آخر کوئی انتہا ہے اس رحمت اور شفقت کی اور کوئی حد ہے اس بندہ فوازی اور کرم گسری کی!!!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ عزوجل کی وسیع اور بے پایاں رحمت کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ اللہ ہم سے ایسی محبت فرماتا ہے اور ایسی نگہداشت فرماتا ہے جیسے ایک ماں اپنے بچے کی کرتی ہے۔

اگر یہ رحمت لوگوں کے دلوں سے تاپید ہو جائے تو جانتے ہو بچھ کیا ہوگا؟ بالفاظ دیگر انسانوں کے دلوں سے اگر ماں کی مامتا اور باپ کی شفقت ختم ہو جائے تو پھر روئے زمین پر انسان کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟ کائنات کا نظام پھر تو درہم برہم ہو جائے گا!!

ترجمانی: محمد سمعان خلیفہ ندوی

Mobile: 9415096554 Shop: 2627440 Fax: 2254796

WALIULLAH JEWELLERS

All Kinds of Gold, Silver
& Diamond Jewellery



ولیا اللہ جوہلیئرس

Jutey wali Gali,
Aminabad, Lucknow

Mobile: 9415096554 Shop: 2627440

مقبول میاں جوہلیئرس

مسکری ہو جس کے یہ اجازت
انہی پر ہے ان کی فوجی تہذیب و تمدن کے جس کے
پرفیکٹس انٹیلیجنٹ
UAE کے منتخب عمارت سے
دکان نمبر 1/6 مسجد مرکزہ اکملی - این - اور مارڈ مارتن آباد لکھنؤ

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں



ممبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے گزارش ہے کہ
"تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے پر آمادہ
ہونے کے سلسلہ میں ذیل کے پتے پر رابطہ قائم کریں،
وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

ALAUDDIN TEA

44, Haji Building S. V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Ph: 23460220-23468708 Tele: Add Cupkettle

Maqbool Mian Jewellers

مقبول میاں جوہلیئرس

Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow.
Mob: 9415001267-9335726377

CAFE FIRDOS

Partly Air Conditioned
MOGHALAI & CHINESE FOOD

145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003



Contact:
Mr. M. Khan: 9415096554
Mr. M. Khan: 241127226
Mr. Zaidan: 9224721181

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز

Phone: (S) 2635546
(R) 2627440

اعلیٰ کلاس، جدید ترین فیشن کے ساتھ

Shirts, Trousers, Coats, Embroidered, Sherwanis,
Pulowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties.

شادی بیاہ، تیوہار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ، تشریف لائیں

menmark

Men's Wear, Shirts, Trousers, Coats, Embroidered, Sherwanis, Pulowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties.

